THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT
Wednesday, June 06, 2012
(82nd Session)
Volume VI No. 04
(Nos.)

CONTENTS

Pages

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Further Discussion on Budget, 2012.......................... 2

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume VI SP.VI(04)/2012
No. 04 15

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, June 06, 2012

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty three minutes past five in the evening with Mr. Acting Chairman (Mr. Sabir Ali Baloch) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْىِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ۔

ترجمہ: بے شک اللہ (ہر ایک کے ساتھ) عدل اور احسان کا حکم فرماتا ہے اور قرابت داروں کو دیتے رہنے کا اور بے حیائی اور برے کاموں اور سرکشی و نافرمانی سے منع فرماتا ہے، وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم خوب یاد رکھو۔ اور تم اللہ کا عہد پورا کر دیا کرو جب تم عہد کرو اور قسموں کو پختہ کر لینے کے بعد انہیں مت توڑا کرو حالانکہ تم اللہ کو اپنے آپ پر ضامن بنا چکے ہو، بے شک اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

(سورۃ النحل آیات: 90-91)

Further Discussion on Budget, 2012

جناب قائم مقام چیئرمین: حاجی صاحب! آپ شروع کریں گے؟

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اجازت دی ہے کہ میں بجٹ 2012-13 کے حوالے سے جو وزیر خزانہ صاحب نے پیش کیا گیا ہے اس پر اپنی پارٹی کے خیالات کا اظہار کروں جو ہماری فکر اور سوچ ہے۔ ہم اتحادی

ہیں اور گزشتہ چار سال سے میں اس ہاؤس میں بیٹھتا ہوں اور یہ پانچواں سال ہے۔ میں نے ہمیشہ جو اچھی بات ہے کسی طرف سے بھی ہے اس کی حمایت کی ہے اور اگر بات دل کو نہ لگی تو مخالفت بھی کی ہے۔ Leader of the Opposition نے بڑی تفصیلی اور بڑی اچھی تقریر کی ہے اور انہوں نے کہا کہ وہ یہ تقریر ایک پاکستانی کی حیثیت سے کرتے ہیں اور میں بھی یہ کہہ رہا ہوں کہ میں یہ تقریر ایک پاکستانی کی حیثیت سے اور خیبر پختونخوا کے باشندے کی حیثیت سے کر رہا ہوں۔ مجھے اس میں کوئی شرم نہیں ہے۔

(آگے ٹی 02 پر جاری ہے)

T02-06JUN2012 UR2 SAIFI / ED Zafar Iqbal TIME 0550

سینیٹر حاجی محمد عدیل: -----جاری ہے-------مجھے کوئی شرم نہیں محسوس ہوتی کہ میں پاکستانی ہوتے ہوئے بھی خیبر پختونخوا کا باشندہ ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: خیبر پختونخوا بھی پاکستان کا حصہ ہے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: میں نے تو کہا کہ میرے لیے اس میں کوئی problem نہیں ہے بلکہ یہ اس بات کی تصدیق ہے کہ خیبر پختونخوا کے لوگ پاکستانی ہیں۔ جناب والا! جن حالات سے ملک گزر رہا ہے جس کی اس ایوان میں روز بات ہوتی ہے، کراچی میں لوگ مارے جا رہے ہیں، suicide bombers ہمارے علاقوں میں آکر، خیبر پختونخوا میں اور فاٹا میں مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں۔ بلوچستان میں، آپ بھی بلوچستان کے ہیں، مسلسل آپریشن کی کیفیت ہے، لوگ پہاڑوں پر چلے گئے ہیں، ملک چھوڑ کر چلے گئے ہیں، مسخ شدہ لاشیں مل رہی ہیں۔ جناب والا! ملک کے بڑے حصے میں امن نہیں ہے، اب تو بد قسمتی سے چند دن سے لاہور سے بھی کوئی اچھی خبر نہیں آرہی۔ ان حالات میں لوگ اپنا سرمایہ ملک سے باہر لے گئے ہیں، جہاں امن ہے، جہاں energy ہے، جہاں export کرنے کی سہولتیں ہیں، ہمارے ہاں تو restriction بھی ہے۔ ہم war on terror کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ ہم سیاسی گناہوں کی سزا بلوچستان میں بھگت رہے ہیں جو ماضی کے حکمرانوں نے کیے ہیں۔ ان حالات میں ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے جو بجٹ پیش کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی اور وزیر خزانہ ہوتا تو ایسا معتدل اور کسی حد تک business friendly بجٹ پیش نہ کر سکتا۔ میں اسے business دوست بجٹ اس لیے کہتا ہوں کہ ہم سب نے دیکھا، خرچ کیسے ہوا اس پر بات کریں گے لیکن ان چار سالوں میں ایک ہزار ارب ٹیکس جو تیس جون تک جمع ہو رہا ہے

وہ تقریباً دو ہزار ارب ہو جائے گا۔ ہمارے ہاں تو ٹیکس دینے کی کوئی روایت نہیں ہے، بڑے بڑے لوگ ٹیکس نہیں دیتے۔ ملازمین کی تنخواہوں سے جو ٹیکس کٹتا ہے وہ تو ان کی مجبوری ہے ورنہ وہ بھی کسی طریقے سے بچا لیں اور refund claim کر لیں۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ جی ایس ٹی بڑا زیر بحث رہا ہے۔ VAT کے نام سے پچھلے سال کوشش کی گئی تھی کہ ہم لاگو کریں جو ہو نہ سکا۔ اس کی جو مختلف سطح تھی بائیس، اٹھارہ اس کو سولہ پر لے آئے۔ یہ الگ بات ہے کہ پچھلے سال ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ یہ پندرہ فیصد پر لایا جائے گا کیونکہ اس میں ساڑھے بارہ فیصد جی ایس ٹی ہے اور ڈھائی فیصد ضلع ٹیکس اور octroi جو ختم کر دیا گیا تھا وہ وصول کر رہے ہیں جو صوبوں کو دیا جاتا ہے، جس میں سے سندھ کو 66%. دیا جاتا ہے۔ جناب والا! ہم نے فنانس کمیٹی میں یہ تجویز کیا ہے کہ آپ مہربانی کریں جی ایس ٹی کو سولہ فیصد کریں تاکہ لوگوں پر بوجھ کم ہو۔

جناب چیئرمین! ہم نے یہ بھی تجویز دی ہے کہ پندرہ فیصد کر دیں، سولہ سے پندرہ فیصد کریں گے تو حکومت کی آمدنی میں کمی ہو گی۔ جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہو گا، وزارت خزانہ کے سٹیٹ منسٹر بھی یہاں پر نہیں ہیں یہ ہماری بدقسمتی ہے، جب یہ ٹیکس پہلی مرتبہ لگا تو یہ دو طرح کا تھا۔ ایک یہ کہ جو لوگ registered taxpayer ہیں جی ایس ٹی میں وہ پندرہ فیصد دے رہے تھے اور جو registered taxpayer نہیں ہیں وہ جس source سے جو سامان خریدتے تھے، چاہے کارخانے سے خریدتے تھے یا کسی importer سے تو تین فیصد فالتو دیتے تھے، اٹھارہ فیصد دیتے تھے۔ جناب چیئرمین! آج بھی ہم تجویز کرتے ہیں کہ آپ عوام کو ریلیف دیں اور اس کو پندرہ فیصد کریں۔ جو لوگ رجسٹرڈ نہیں ہیں، یہ بڑی عجیب بات ہے کہ جو دکاندار، ریٹیلر جی ایس ٹی میں رجسٹرڈ نہیں ہے اور پچاس سے ستر لاکھ تک کاروبار کرتا ہے اس پر کوئی ٹیکس نہیں ہے لیکن جو رجسٹرڈ ہے اگر وہ پچھتر لاکھ کا کاروبار کرتا ہے تو اس تمام پر جی ایس ٹی دے گا۔ جناب والا! آپ خود سوچیں کہ ایک دکان میں آپ کو ٹیکس فری مال ملتا ہے اور ساتھ والی دکان میں ٹیکس دینے کے بعد مال ملتا ہے۔ جناب چیئرمین! خود وزیر خزانہ اس دکان میں جائیں گے جو ٹیکس نہیں دیتا، جو ٹیکس وصول نہیں کرتا۔ ہم یہ تجویز کرتے ہیں کہ جی ایس ٹی پندرہ فیصد کریں اور جو رجسٹرڈ ادارے نہیں ہیں ان سے تین فیصد فالتو لیا جائے۔

جناب والا! انکم ٹیکس میں کافی ریلیف ملا ہے، ساڑھے تین لاکھ سے چار لاکھ کر دیا گیا لیکن جو اصل ریلیف ملا ہے وہ بڑا زبردست ہے۔ اگر فرض کیجیئے آپ کی آمدنی چار لاکھ کی بجائے پانچ لاکھ ہے تو آپ پہلے slab میں فالتو ایک لاکھ پر ٹیکس دیں گے۔ چار لاکھ کی رعایت آپ کو ملے گی پہلے ایسا نہیں ہوتا تھا۔ اگر میرے ساتھی کی پینتیس ہزار روپے ماہانہ آمدنی ہے تو وہ ٹیکس نہیں دیتا تھا لیکن اگر میری چالیس

ہزار روپے ہے اور میری چار لاکھ سے زیادہ سالانہ آمدنی بن جاتی ہے تو مجھے پورے چار لاکھ اور جمع جو بھی رقم ہے اس پر ٹیکس دینا پڑتا تھا، اس بجٹ میں یہ بڑی معقول بات نظر آتی ہے۔ اس کے بعد انکم ٹیکس کے slabs کم کر دیئے گئے جن کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ اب انہیں ایک سے پانچ تک کر دیا گیا۔ جناب چیئرمین! ایک بات جو ہم کہتے ہیں اور آج ہم نے فنانس کمیٹی میں بھی کہا ہے recommend کیا ہے کہ چاہے کسی source سے بھی کسی کو چار لاکھ روپے ملتے ہوں، چاہے دکانداری ہے، وہ پارلیمنٹ کے ممبر کی حیثیت سے، سرکاری افسر کی حیثیت سے، جج کی حیثیت سے، جرنیل کی حیثیت سے، فلم سٹار کی حیثیت سے، گانے والے کی حیثیت سے کماتا ہے، وہ ہوٹل چلاتا ہے یا اگر وہ زراعت سے کمائی کرتا ہے اور اگر اس کی آمدن چار لاکھ سے زیادہ ہے تو وہ ٹیکس ادا کرے۔ ہمارے آئین میں یہ ہے کہ ٹیکس زرعی آمدنی پر نہیں ہے۔ پتا نہیں کیوں؟ اس وقت کے جاگیرداروں نے، سرمایہ داروں نے، زرعی مالکان نے آئین میں ڈالا، جناب اسحاق ڈار صاحب جو اپوزیشن لیڈر ہیں انہوں نے کل بڑی عجیب بات کہی، ان کا تعلق صوبہ P سے ہے کیونکہ وہ ہمارے صوبے کا نام اپنی تقریر میں کبھی لیتے ہی نہیں، KPK, KPK کرتے رہتے ہیں، ان کے لیڈر بھی ہمارے صوبے میں آکر پختونخوا کی بجائے فرنٹیئر کہتے ہیں۔ داماد بھی ان کے اسی صوبے میں رہتے ہیں، صوبے کا نام نہیں لیتے تو میں بھی صرف P کہوں گا۔ انہوں نے کہا ہے کہ 18th amendment میں ان کی طرف سے یہ تجویز آئی تھی-----

جناب قائم مقام چیئرمین: حاجی صاحب نام ابھی آیا ہے آہستہ آہستہ لوگ عادی ہو جائیں گے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک۔ انہوں نے یہ کہا، انہوں نے یہ فرمایا میں ان کا بڑا احترام کرتا ہوں۔ میں نے جو ان کو چٹ لکھ کر بھیجی تھی میں اس کی بھی بات کروں گا انہوں نے شاید اپنی تقریر میں ذکر بھی نہیں کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے یہ کہا تھا کہ زرعی ٹیکس وفاق وصول کرے۔ زرعی آمدنی کی بات کر رہا ہوں لیکن چھوٹے صوبوں نے مخالفت کی ہے۔ میں ریکارڈ کی درستگی کے لیے کہتا ہوں کہ عوامی نیشنل پارٹی کی طرف سے اور حاصل بزنجو صاحب چھوٹے صوبے سے میرے گواہ ہوں گے کیونکہ چھوٹے صوبے سے ان کا بھی تعلق ہے، ہم نے کہا تھا زراعت سے اگر کوئی آمدنی ہوتی ہے تو اس کو بھی ٹیکس میں شامل کیا جائے۔ میں دکھ سے کہتا ہوں جناب چیئرمین! آپ کی پارٹی نے، مسلم لیگ نے، جماعت اسلامی نے اور کچھ اور جماعتوں نے سختی سے مخالفت کی ہے بلکہ ایک پارٹی کے ساتھی نے تو مجھے دھمکی دی کہ اگر آپ نے اس پر زور دیا تو ہم خیبر پختونخوا کا نام support نہیں کریں گے۔ چھوٹے صوبوں نے تو پیشکش کی تھی۔

جناب چیئرمین! دواؤں پر کسٹم ڈیوٹی دس فیصد سے پانچ فیصد کر دی گئی بڑی اچھی بات کی ہے۔ سارا ملک بیمار ہے، دواؤں کے بغیر گزارہ نہیں ہوتا۔ پارلیمنٹیرینز کو بھی ایک مہینے دوائیں خریدنی پڑیں کیونکہ ان کے فنڈز بھی ختم ہو گئے تھے لیکن اگر یہ پانچ فیصد بھی ختم کر دیا جاتا، اور میں تجویز بھی دیتا ہوں کہ جو ختم کیا جاتا وہ کہاں سے آتا جناب والا! ڈیفنس کا بجٹ بڑھا دیا گیا ہے اگر آپ اس میں دس فیصد کمی کر دیتے، دیکھیں جب ہم ڈیفنس بجٹ میں کمی کا کہتے ہیں تو ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ ہتھیار کم خریدیں، ٹینک نہ بنائیں، جہاز نہ خریدیں، ہم یہ کہتے ہیں کہ کچھ اور خرچے ہیں، اسٹیبلشمنٹ کے خرچے ہیں، فرنیچر کے خرچے ہیں، گاڑیوں کے خرچے ہیں، گیسٹ ہاؤسز ہیں، ان کے پروٹوکول کے خرچے ہیں، ہمارے بھائی ہیں وہ اس ملک کے لیے جب جان دے سکتے ہیں تو پیسا کیا چیز ہے، وہ پیسا بھی دس فیصد چھوڑ سکتے ہیں، سیاچن میں انہوں نے جانیں دی ہیں، سوات میں انہوں نے جانیں دی ہیں، ہمارے ساتھ فاٹا میں لڑ رہے ہیں، ہمارے حق میں ہمارے شانہ بشانہ لڑ رہے ہیں، جو شخص، جو ادارہ اپنی جان کی قربانی اپنے ملک کے لیے دیتا ہے تو آج ملک کو پیسوں کی ضرورت ہے، ملک کے پاس پیسے کم ہیں تو اگر آپ ان چیزوں پر جو دفاع کے حوالے ضروری نہیں ہیں، اگر دس فیصد کمی لائیں تو ہم دواؤں کی قیمت اور کم کر سکتے ہیں---- جاری ہے----

T03-06JUN2012 UR2 SAIFI / ED Altaf Shaikh TIME 6:00 P.M.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: ------ جاری ہے------ اگر آپ اپنی ان چیزوں پر جو کہ دفاع کے حوالے سے ضروری نہیں ہیں اگر دس فیصد اس میں کمی لائیں تو ہم دواؤں کی قیمت اور بھی کم کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کی تعریف کی گئی، ہم بھی تعریف کرتے ہیں۔ یہاں پر کہا گیا اور لیڈر آف دی اپوزیشن نے بھی فرمایا کہ شروع میں تقسیم بڑی اچھی ہوئی، بلا تفریق کہ کس کا تعلق کس پارٹی سے ہے، بعد میں اس میں کچھ غلطیاں نکلیں، cheating problems ہوتے ہیں لیکن اب اس اسکیم کو عجیب طریقے سے expand کیا جا رہا ہے۔ کبھی آپ نے بے نظیر انکم پروگرام کا سیکرٹریٹ دیکھا ہے،۔ میں غلطی سے ایک دفعہ چلا گیا۔ تین لاکھ کی جس کی لاٹری نکلتی ہے اس کے گھر جا کر دوبارہ سروے ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کہ اتنے marks آپ کو ملے ہیں، آپ کو تین لاکھ بھی نہیں ملیں گے، ایک ہزار بھی نہیں ملے گا۔ اب بتائیں کہ جس گھرانے میں، جس خاتون کو گزشتہ تین چار سال سے ایک ہزار روپیہ ملا ہے اچانک وہ بھی بند کر دیں، پہلے اسے تین لاکھ کی خوشخبری دیتے ہیں پھر ہزار روپیہ بند کر دیا جاتا ہے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کرم گئے تھے، پارہ چنار گئے تھے وہاں تو جانا بڑا مشکل ہے، سروے کیسے

ہو گیا؟ میں تجویز کرتا ہوں کہ بہت ساری اسکیمیں ہیں، Pakistan Poverty Fund ہے، بیت المال ہے، سیلاب کے دوران جو damages ہوتے ہیں، ہمارے صوبے میں زکوٰۃ ہے اس کی الگ الگ establishment ہے، الگ الگ آفیسر ہیں، الگ الگ طریقے سے اس کو کنٹرول کیا جاتا ہے ان سب کو ایک کیا جائے۔ آپ نے poverty کو کم کرنا ہے تو کیا ضروری ہے کہ poverty پانچ ناموں سے کم ہو۔ آپ اخراجات کو کم کریں، ایک ہی سیکرٹریٹ سے یہ کام لیا جائے، آپ پانچ لوگوں کو خوش کرنا چاہتے ہیں ان کے سربراہ بنا کر، یہ بڑی زیادتی ہے۔ ہم بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کو سپورٹ کرتے ہیں۔ ہم appreciate کرتے ہیں، ہم کہتے ہیں کہ اس کا دائرہ کار مزید وسیع نہ کریں کیونکہ اس میں ہمیں شکایات ملی ہیں کہ سروے ہو رہا ہے، میں PF-4 سے تین دفعہ الیکشن لڑ چکا ہوں اور تینوں دفعہ الحمدللہ کامیاب ہوا ہوں۔ اس پورے علاقے میں سروے ہوا اور مجھے تو کسی نے پوچھا تک نہیں، کسی نے آکر نہ مدد مانگی نہ کچھ اور، میں نے یہ بات کہی ہے۔ میری اور ہماری پارٹی کی تجویز ہے کہ ان تمام اسکیموں کو اکٹھا کیا جائے۔ Poverty کی کمی کے لیے ایک سکیم ہو، چلیں اس کا نام یہی رکھا جائے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام، ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب والا! تنخواہوں کے مسئلے پر بڑا اچھا کیا ہے، بیس فیصد ان حالات میں بڑھائی ہیں۔ ایک بڑی ناانصافی ہوئی ہے کہ بعض خود مختار ادارے جن کے افسروں کی تنخواہیں پانچ پانچ لاکھ روپے ہے، پنشن بھی پانچ پانچ لاکھ ہے۔ کسی کی دو دو لاکھ ہے، سیمی گورنمنٹ، پرائیویٹ پبلک سیکٹر میں۔ جناب والا! جس کی تنخواہ سات ہزار روپے ہے اس کو تو آپ کہتے ہیں کہ آپ کی تنخواہ میں بیس فیصد اضافہ کر دیا گیا، پوری تنخواہ پر ہے، یا بنیادی تنخواہ پر ہے یہ آپ کو پتا ہو گا کیونکہ اس میں clear نہیں ہے اس کو اگر آپ چودہ سو روپیہ آپ دے دیتے ہیں۔ جس کی پانچ لاکھ روپے تنخواہ ہے اس کو آپ ایک لاکھ دیتے ہیں کیونکہ بیس فیصد کا فارمولا ہے سب کے ساتھ برابر انصاف ہے۔ جناب والا! ہم تجویز کرتے ہیں کہ چھوٹے ملازمین کو زیادہ دیں، ان کی percentage, 20, 30, 50 کر دیں۔ جو بڑے ہیں اسی proportion سے کم کر دیں۔ اب پانچ لاکھ والے کو آپ ایک لاکھ دیتے ہیں اور سات ہزار والے کو آپ چودہ سو دیتے ہیں یہ بڑی ناانصافی ہے ظاہراً تو بڑا انصاف ہے کہ بیس فیصد سب کو دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں، میری پارٹی سمجھتی ہے کہ اس کو تبدیل کیا جائے گا۔ اب پتا نہیں ہماری تقریر کون لکھ رہا ہے، بدر صاحب تو سوچوں میں پڑ گئے ہیں، وزارت خزانہ کے کوئی نمائندے دائیں، بائیں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب والا! اس سے قبل کہ میں کچھ اور مسئلوں کی طرف توجہ دلاؤں۔ سب سے بڑا مسئلہ ہمارا energy کا ہے لیکن energy سے بھی اہم مسئلہ کرپشن کا ہے۔ جناب والا! الیکشن آنے والا ہے، ہو سکتا ہے کہ الیکشن تک بجلی کا crises حل ہو جائے، لوگ بھول جائیں

گے کہ وہ کبھی اندھیروں میں رہتے تھے۔ لوگ یہ بھی جان جائیں گے کہ خود کش حملوں میں حکومت کا کوئی ہاتھ نہیں ہے یہ غیر ملکی سازشیں ہیں اور غیر ملکی ادارے اور تنظیمیں آکر کرتی ہیں ہو سکتا ہے اللہ کرے اس وقت تک کراچی میں بھی امن ہو جائے۔ لوگوں کو جو مار کر لوگ بھاگ جاتے ہیں، قتل کرتے ہیں لیکن ایک مسئلہ عوام نہیں بھول سکتے وہ مسئلہ یہ ہے کہ اس ملک میں کرپشن ہو رہی ہے۔ اس ملک میں فخر کی بات نہیں ہے کہ کوئی کہے کہ میرے صوبے میں اڑتالیس فیصد ہے اور آپ کے صوبے میں اٹھاون فیصد ہے، شرم کا مقام ہے، اڑتالیس فیصد سے بھی اتنا ہی شرم کا مقام ہے، جتنا اٹھاون فیصد پر۔ جناب چیئرمین! کرپشن ہو رہی ہے، ہر جگہ ہو رہی ہے، اسلام آباد میں بھی ہو رہی ہے، پشاور میں بھی ہو رہی ہے، لاہور میں بھی ہو رہی ہے، ملتان میں بھی ہے، کراچی میں بھی ہے، کوئٹہ میں بھی ہے۔ آپ پاکستان کے کسی تھانے میں چلے جائیں، کسی تحصیل میں چلے جائیں، کسی عدالت میں چلے جائیں، کسی محکمے میں چلے جائیں، چاہے وہ صوبائی ہے یا کسی منسٹری میں چلے جائیں۔ شاید ہی کوئی دس فیصد بے وقوف ہماری طرح کے لوگ ہوں وہ کرپشن نہ کریں، ہو رہی ہے، نہ ہوتی تو لوگوں کو نقلی دوائیں کیوں ملتی، لوگ مر جاتے اگر ایسا کیس یورپ میں ہوتا تو کروڑوں روپے کے جرمانے، ادارے ادا کرتے، وہ افسر ادا کرتے جن کے لوگ نقلی دواؤں سے مر گئے ہیں۔ ہم نے تو ٹی وی پر شور مچا دیا اور معاملہ ٹھنڈا ہو گیا۔ جناب میں کہتا ہوں کہ اگر energy پر national level پر ایک کانفرنس ہوتی ہے کہ جی energy کم ہے، تمام اپوزیشن، اپوزیشن پاکستان میں ہے ہی نہیں، ہر پارٹی جس نے الیکشن لڑا آج حکمران ہے۔ بلوچستان میں سارے حکمران ہیں۔ ملک کے سب سے بڑے حصے پر جو یہاں اپوزیشن ہے وہاں حکومت کر رہی ہے۔ جناب چیئرمین! کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ تمام پارٹیوں کے heads جناب زرداری صاحب، جناب گیلانی صاحب، جناب میاں نواز شریف صاحب، جناب اسفند یار ولی خان صاحب، جناب الطاف حسین صاحب، جماعت اسلامی کے قاضی حسین احمد صاحب، مولانا فضل الرحمٰن صاحب، جناب بزنجو صاحب، سندھ کی قومی پارٹیاں اور پلیجو صاحب یہ تمام بیٹھیں اور political will کے ساتھ کہیں کہ اس ملک میں آئندہ کوئی کرپشن نہیں ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ پانچ دن میں کرپشن ختم ہو سکتی ہے۔ جنہوں نے کرپشن کی ہے ان کو عدالتوں، نیب وغیرہ پر چھوڑیں۔ جو ان کی قسمت، جو فیصلہ عدالتیں کریں، اب تو عدالتیں بھی احتساب کرنے کے لیے آگئی ہیں۔ جناب چیئرمین! جب تک کرپشن ختم نہیں ہو گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: عمران خان کو تو آپ بھول گئے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: عمران خان نے تو ابھی حکومت نہیں کی، فوجی حکمران ان کے ساتھی تھے میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا کیونکہ ان کی طرف سے کوئی جواب دینے والا نہیں ہے۔ جناب والا! میں اب دوسرے سب سے بڑے مسئلے کی طرف آتا ہوں لیکن میں اس مسئلے، میں نے جیسے کہا کہ پاکستانی ہوتے ہوئے خیبر پختونخوا کا باشندہ ہونے پر کوئی شرم نہیں ہے۔---جاری ہے---

T04-06June2012 Rauf Ed/ Mubashir 6-10/UR10

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جاری---

اس بجٹ میں تھوڑی بہت ہمارے ساتھ جو زیادتیاں ہوئی ہیں اس پر میں بات کروں گا۔ جناب چیئرمین! ایک طرف تو یہ کہا جاتا کہ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ بجلی ہے اور ہمیں بجلی پیدا کرنی چاہیے ۔خود Leader of the Opposition who is from Punjab Province نے کہا کہ بجلی کی تین چار قسمیں ہیں ۔ نیوکلیئر بجلی ہو یا تیل سے پیدا کریں، کوئلے سے ہو تو پانچ یا ساڑھے پانچ روپے میں بجلی بنے گی ۔آپ کسی اور چیز سے بجلی پیدا کریں تو اس کی cost زیادہ آتی ہے ۔ hydel سے ایک روپے چار آنے آج بھی بجلی پیدا ہو رہی ہے اور یہ environment friendly ہے ۔حکومت بھی یہ کہتی ہے کہ ہم بجلی پیدا کر رہے ہیں ۔ میرے صوبے میں جو ہم PC-1 بنا چکے ہیں اور یہ PC-1 اس وقت بنا تھا جس وقت مسلم لیگ اور ہماری اتحادی حکومت تھی تین مرتبہ ،صوبے میں تھی ۔ ہم 44 ہزار میگاواٹ بجلی کے پراجیکٹ Run of the river پر ابھی دے سکتے ہیں ۔مغربی پنجاب East Punjab سے کہتا ہے کہ ہمیں بجلی دو ۔میں کہتا ہوں کہ آپ آئیں، ہمارے صوبے میں investment کریں ترکمانستان سے، تاجکستان سے ،کہاں کہاں سے بجلی لینے کے لیے سوچ جاری ہے ۔آئیں آپ بجلی بنائیں ہمارے صوبے کی حکومت کے ساتھ مل کر بناتے ہیں ۔آپ کی مرضی، پرائیویٹ سیکٹر میں بناتے ہیں آپ کی مرضی ، پبلک سیکٹر میں بنائیں ہمیں صرف پانی کے ریٹ دے دیں زمین کی لیز کی قیمت دے دیں ۔ Wheeling charges WAPDA کے ساتھ طے کریں اور جتنی بجلی بنائیں سب کی سب لے جائیں 44000 میگاواٹ بجلی کے لیے ہم آپ کو پیش کش کرتے ہیں اور یہ سستی بجلی ہو گی ، اس سے سستی بجلی نہ آپ کو ہندوستان دے سکتا ہے نہ ترکمانستان، نہ تاجکستان، نہ ایران سے گیس آ سکتی ہے ۔ جس سے آپ بجلی بنائیں ۔ کیوں نہیں ،ہمارے صوبے میں investment کرتے ہیں اور کیوں نہیں بناتے ہیں ۔آپ ہمارے صوبے میں investment کریں ہمارا صوبہ غریب ہے ۔ جب investment ہو گی تو کاروبار بڑھے گا، دہشت گردی ختم ہو گی لیکن میں اپنی حکومت سے بھی گلہ مند ہوں ۔

جناب چیئرمین! میرے صوبے میں بڑے بڑے پراجیکٹ تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم بجلی پر خرچ کرنے کے لیے تیار ہیں لیکن جب میں بجٹ کی کتابوں کی طرف گیا تو سب سے بڑا پراجیکٹ دیامر بھاشا ڈیم ہے جو میرے صوبے گلگت، بلتستان میں ہے تو میں نے بیٹھ کر قلم پنسل لے کر کچھ تھوڑا سا حساب کیا تو یہ تقریباً ا ا کھرب، 57 ارب، 14 کروڑ 80 لاکھ کا پراجیکٹ ہے as for books اس میں زمین کی قیمت شامل نہیں ہے لیکن اس بجٹ میں جب ہم نے دیکھا تو ہمیں ملا کیا، 6 ارب کے قریب، اب آپ سوچیں کہ جو پراجیکٹ گیارہ، ساڑھے گیارہ کھرب سے زیادہ کا ہے۔ آپ اس کے لیے چھ ارب روپے رکھتے ہیں۔ منڈا ڈیم کا بالکل ذکر ہی نہیں ہے جناب وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں اس کا ذکر کیا ہے۔ منڈا ڈیم جو 750 میگاواٹ بجلی دے سکتا ہے۔ ایک لاکھ ایکڑ زمین سیراب کرتا ہے یہ فاٹا میں ہے۔ جناب چیئرمین! اگر منڈا ڈیم بن چکا ہوتا تو ہمارے ہاں سیلاب سے جو تباہی ہوئی ہے یہ نصف ہو جاتی، کالام اور اس طرف سے آنے والا سارا پانی وہاں رکتا، چارسدہ، مردان اور نوشہرہ کے علاقے بچ جاتے اور پھر پنجاب کو بھی پانی کم جاتا۔

جناب چیئرمین! آپ نے تقریر میں تو لکھا ہے کہ ہم نے منڈا ڈیم بنانا ہے لیکن مجھے اس بجٹ میں کہیں بھی منڈا ڈیم کا ذکر نظر نہیں آیا۔ چشمہ رائٹ بنک کینال لفٹ سکیم نمبر 1، اس کے بارے میں وزیراعظم صاحب نے 2010 میں پشاور میں آ کر اعلان کیا تھا کہ یہ پراجیکٹ شروع کر رہے ہیں۔ یہ ڈیرہ اسماعیل خان میں ہے اور اس کے نتیجے میں ہماری ساڑھے تین لاکھ ایکڑ زمین سیراب ہوتی ہے اور یہ پراجیکٹ بننے کے بعد لفٹ کے لیے خود بجلی پیدا کرے گا۔ اب 62 ارب روپے کا پراجیکٹ 72 ارب پر پہنچ گیا ہے 2010/2011 میں اس کے لیے 40 کروڑ روپے رکھے گئے اور ایک پیسا بھی نہیں ملا۔ پھر 2011 کے بجٹ میں 10 کروڑ روپے رکھے گئے۔ ایک پیسا بھی نہیں ملا اور اس مرتبہ پھر 10 کروڑ کے قریب رکھا ہے۔ اب بتائیں کہ 72 ارب روپے کے پراجیکٹ کے لیے آپ 10 کروڑ روپے دیتے ہیں۔ یہ مذاق نہیں ہے؟ آپ کہتے ہیں کہ ہم بڑے serious ہیں۔

جناب! خیبر پختونخوا کی حکومت کی جانب سے میں پیشکش کرتا ہوں کہ آپ 72 ارب روپے کا یہ پراجیکٹ شروع کریں آدھے پیسے 35 ارب روپے خیبر پختونخوا حکومت دینے کے لیے تیار ہے۔ آپ دس کروڑ روپے دے کر ہمارے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ آپ بسم اللہ کریں۔ خیبر پختونخوا حکومت آپ کے ساتھ مل کر 50% اس کے اخراجات برداشت کرنے کے لیے تیار ہے لیکن آپ شروع تو کریں۔

جناب چیئرمین! کرم تنگی پراجیکٹ بڑا پرانا ہے۔ 1990 سے میں ممبر ہوں اور صوبائی اسمبلی میں بھی اس کا ذکر سنتا آیا ہوں۔ ہم نے وزیراعظم صاحب سے اس سلسلے میں بات کی ہے کہ یہ 90 میگاواٹ بجلی بھی دے گا اور کئی ایکڑ زمینیں سیراب کرے گا تو

اس کے لیے 500 Million رکھا ہے۔ برائے مہربانی ہم وزیر خزانہ سے درخواست کریں گے کہ اسے double کر دیں۔ جناب چیئرمین! interesting بات یہ ہے کہ تربیلا کی fourth extension کی بات ہو رہی ہے اور اس پر 14 کھرب 32 ارب کے لگ بھگ خرچہ آتا ہے۔ جو یہ کتابیں بتاتی ہیں لیکن سال رواں میں دس ملین روپے دیئے گئے تھے اور اگلے سال کے لئے بتایا گیا کہ 7 ارب 18 کروڑ 20 لاکھ روپے دیں گے۔ اب آپ سوچیں کہ جو 14 کھرب کا پراجیکٹ ہے اور وہ بڑا ضروری ہے اس کی extension ہونی چاہیے اور وہ آپ کو بجلی دے رہا ہے۔ اس کے لیے آپ کے پاس پیسے نہیں ہیں تو یہ کہنا کہ ہم نے بہت سارے پراجیکٹ شروع کیے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین! 14 اور Medium or Small size ڈیم ہمارے صوبے میں بننے ہیں۔ جس کے نام میں آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ اس میں گولان گول چترال کا پراجیکٹ ہے۔ دبیر خواڑ، وہ کوہستان کا ہے۔ الائی خواڑ، یہ بٹگرام کا ہے ہزارہ کا خیال خواڑ پراجیکٹ Rehabilitation of the Jaban Hydro−electricity Project ہے۔ بونجی ہے، داسو ہے، پٹن ہے، تخت کوٹ ہائیڈرو پراجیکٹ ہے۔ چور نالہ ہے، سپاٹ گاہ ہائیڈرو پراجیکٹ یہ گلگت میں ہے۔ تھاپی ہائیڈرو پراجیکٹ مانسہرہ میں ہے۔ بھاشو ہائیڈرو پراجیکٹ ہمارے صوبے میں ہے۔ لاوائی ہائیڈرو پراجیکٹ چترال میں ہے۔

جناب! حکومت کے پاس اربوں روپے میڈیم اور سمال سائز پراجیکٹس کے لیے چاہییں اور جو propose کیے ہیں وہ صرف بارہ، پندرہ ملین روپے دیئے ہیں اب چودہ پراجیکٹ ہیں ان کے لیے پندرہ ارب ہیں تو یہ کب بنیں گے۔ ایک پراجیکٹ کے لیے تو ایک ملین، کچھ پراجیکٹ کے 5/5 ملین، جناب چیئرمین! یہ مذاق ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم نئے پراجیکٹ میں نہیں جاتے جو پراجیکٹ on going ہیں ہم ان کو مکمل کرنا چاہتے ہیں لیکن جو on going ہیں تو ان کے لیے بھی آپ پیسے نہیں دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ بارہ ڈیم ہیں جن کے لیے 50 ملین روپے رکھے گئے ہیں جبکہ اس کے لیے ہمیں 14 ارب روپے چاہیئں۔ گومل زام کے لیے ہمیں 20 ارب روپے سے لے کر 2 کھرب کے قریب چاہیے اس کے لیے 1800 ملین رکھے گئے ہیں۔

جناب! خیبر پختونخوا کے لیے rehabilitation of irrigation system کے لیے صرف 700 ملین روپے رکھے گئے ہیں اور اسی طرح ست پارہ Multi purpose project ہے اور اس پر جو cost آتی ہے اس کو چھوڑیں اس کے لیے کیا رکھا گیا ہے 84 کروڑ روپے کے قریب۔ جناب! اگر اسی طرح یہ پراجیکٹ deal کیے جائیں تو بجلی کہاں سے آئے گی۔ circular debt آپ کا بڑھتا جا رہا ہے۔ کیونکہ بڑے بڑے ادارے چاہے پنجاب میں یا پختونخوا میں، سندھ میں، بلوچستان میں، یا اسلام آباد کے اندر ہیں وہ پیسے نہیں دے

رہے ہیں۔ پچھلے دنوں ہم نے دیکھا کہ بہت ساری بااختیار ہستیوں پر کروڑوں روپے بجلی کا بل ہے اور کسی کا تین ہزار روپے ماہوار اور کسی کا25 لاکھ روپے ماہوار قسطیں بندھی ہوئی ہیں۔

جناب چیئرمین! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ ایک دن بجلی کا بل ادا نہ کریں تو پورے سال کا interest آپ پر لگتا ہے آپ بل اٹھا کر دیکھ لیں اور اگر ایک مہینہ آپ بل ادا نہ کریں تو آپ کی بجلی کٹ جاتی ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ بہت سارے ادارے کروڑوں روپے بجلی کے بل نہیں دیتے ہیں اور defaulter ہیں اور ان کی بجلی نہیں کٹتی ان کے ساتھ وہ بیٹھ کر فیصلہ کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! اب میں عرض کروں گا کہ ہماری حکومت اور تمام صوبائی حکومتوں کو چاہییں کہ بجلی کے حوالے سے جتنے بھی پیسے ہیں۔ براہ کرم آپ وہ دیں تا کہ یہ circular debt کم ہو۔

آگے--یو---۵--

Sial/Zafar-Ed. T05-06Jun2012 ER1 6.20

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جاری--- ہماری حکومت اور تمام صوبائی حکومتوں کو چاہیے کہ بجلی کے حوالے سے جتنے بھی پیسے ہیں براہ کرم وہ اب دیں تا کہ یہ circular debt کم ہو۔ دیکھیں اگر سو روپے کی بجلی بنتی ہے تو transmission میں تیس سے چالیس روپے کی بجلی ضائع ہو جاتی ہے۔ کچھ واپڈا والے لے جاتے ہیں، کچھ کنڈے والے لے جاتے ہیں۔ اس process میں کچھ بجلی کی payment ملتی ہے اور کچھ کی نہیں۔ اس طرح circular debt بنتا ہے کہ آپ کو سو روپے کی چیز کے بدلے میں صرف چالیس روپے ملتے ہیں۔

جناب چیئرمین! مجھے اپنے صوبے میں NTDC اور PEPCO والوں کے بہت سارے projects دیکھ کر بڑا دکھ ہوا ہے۔ چاہے new hydro power transmission line کی بات ہے یا سسٹم کو expansion دینے کی بات ہے یا موجودہ سسٹم میں distribution کی rehabilitation کی بات ہے جب میں نے ان سب کو calculate کیا تو معلوم ہوا کہ ہم loss میں جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! ہمارے صوبے میں hydro electricity سب سے بڑا خزانہ ہے لیکن ہمیں یہ دوسرے صوبوں کے مقابلے میں کم ملتی ہے۔ یہ ہمارے ساتھ بڑی زیادتی ہے۔ ہم خفا نہیں ہیں کہ دوسروں صوبوں میں یہ کیوں زیادہ

ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ اسے آبادی یا poverty یا NFC کے تناسب سے distribute کر لیں۔ یہ ہمارے ساتھ بڑی زیادتی ہو رہی ہے۔ ہم نے وزیر اعظم صاحب سے بھی عرض کی تھی کہ ہمارے ساتھ سال رواں میں بھی بڑی زیادتی ہوئی ہے لیکن اگلے سال ہمارے ساتھ یہ زیادتی نہیں ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین! میں بجلی کے حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ ہمارا net hydel profit کدھر چلا گیا ہے۔ پچھلے عرصے کے profit کا فیصلہ ہو گیا تھا اور پھر 1990 میں یہ چھ ارب روپے سالانہ fix کر دیا گیا۔ اس سال ہمیں یہ ڈیڑھ ارب ملا ہے اور باقی ساڑھے چار ارب نہیں ملا۔ جناب چیئرمین! اے جی این قاضی فارمولے کے تحت جس کو آپ کے آئین اور صدر پاکستان نے تحفظ دیا ہوا ہے۔ ہمارے سالانہ چالیس ارب روپے بنتے ہیں لیکن جب ہم واپڈا کے پاس جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم دیوالیہ ہیں، حکومت کے پاس جاتے ہیں تو وہ کہتی ہے کہ خزانہ خالی ہے، جب اس کا سینیٹ کی فنانس کمیٹی میں ذکر کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ تو بجٹ کا حصہ ہی نہیں ہے۔ پورے بجٹ میں net hydel profit کی ادائیگی کا کوئی ذکر بھی نہیں ہے۔ آخر یہ لوٹ مار کیوں ہے؟ ہم سے آپ بجلی مانگتے ہیں، ہم آپ کو بجلی دیتے ہیں، ہم سے آپ پانی مانگتے ہیں، ہم آپ کو پانی دیتے ہیں، آپ ہم سے گیس مانگتے ہیں، ہم آپ کو گیس دیتے ہیں۔ جناب چیئرمین! میرے صوبے میں تین ہزار سے لے کر پانچ ہزار میگاواٹ بجلی پیدا ہوتی ہے۔ ہماری اپنی ضرورت دو ہزار میگاواٹ ہے لیکن میرے صوبے میں اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے load shedding ہوتی ہے۔ میرے صوبے میں گیس میری ضرورت سے پانچ گنا زیادہ ہے۔ میری گیس direct ملتان جاتی ہے جس سے پنجاب کے کارخانے چلتے ہیں لیکن میرے کارخانے نومبر سے فروری تک بند کر دیے جاتے ہیں۔ آئین کہتا ہے کہ گیس پر proprietary right ہوتا ہے۔ سندھ اپنے proprietary right استعمال کر رہا ہے لیکن میرے صوبے کو اجازت نہیں کہ وہ اپنے proprietary rights استعمال کرے اور اپنے کارخانوں کو چلائے۔ جب میرا صوبہ اپنی ضرورت سے پانچ گنا زیادہ گیس پیدا کر رہا ہے تو پھر اسے اپنا حق کیوں نہیں ملتا؟ جناب چیئرمین! چشمہ رائٹ بنک کنال اور اس قسم کی سکیمیں اگر نہیں بنتی ہیں تو میرا کیا قصور ہے لیکن میرا 1.8 million acre-feet پانی چلا جاتا ہے جس پر ہمارے ساتھی صوبے میں آبیانہ وصول کیا جاتا ہے اور مالیہ بھی وصول کیا جاتا ہے، اسے میں نے 2009 تک calculate کیا تھا تو وہ بتالیس ارب روپے تھا جو انہوں نے اپنے کسانوں سے وصول کیا ہے۔ جناب! ہم سے تو آپ مفت لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین! ہماری highways کے متعلق بھی شکایت ہے کہ national highway میں حسن ابدال سے مانسہرہ تک کے لیے بہت تھوڑی سی رقم مختص کی گئی ہے۔ M–1 اسلام آباد جس کی completion کے لیے جمرود تک bypass جانا تھا اس کے لیے اتنی رقم رکھی گئی ہے کہ اس میں ایک کلومیٹر بھی road نہیں بنے گی۔ یہ تیس کلومیٹر کی سڑک ہے۔

جناب! بلوچستان کے لیے ایک بہت اہم سڑک ہے اور آپ تو بلوچستان سے ہیں، یہ گوادر سے رتوڈیرو ہے، اگر یہ سڑک بن جائے تو آپ کی گوادر کی بندرگاہ چل پڑے گی کیونکہ گوادر پر جو مال unload ہوتا ہے اس کو پہلے کراچی لے جایا جاتا ہے پھر وہ جی ٹی روڈ کی طرف جاتا ہے اور اس کے لیے صرف دس ارب روپے چاہییں۔ کئی سالوں سے ہم سن رہے ہیں کہ وہ دس ارب روپے نہیں دیتے ہیں، پتا نہیں اس میں کیا سازش ہے کہ گوادر کا پراجیکٹ ناکام ہو جائے۔

جناب چیئرمین! لواری ٹنل کے متعلق یہ ہے کہ اس کی شہید ذوالفقار بھٹو نے foundation رکھی تھی۔ آپ خدارا اس کے نام کی لاج رکھ لیں۔ اس ٹنل کو مکمل کر دیں۔ اس کے لیے جو سڑکوں کا network ہے بے کار ہے اور سال میں لواری ٹنل چترال سے چھ مہینے جدا رہتی ہے۔ پہلے لوگ وہاں سے افغانستان کے راستے آتے تھے اب وہاں سے بھی نہیں آسکتے ہیں۔ خدا کے لیے اسی سال اس کو مکمل کریں۔ جناب شہید ذوالفقار علی بھٹو کا بورڈ وہاں لگا ہوا ہے، میں کہتا ہوں کہ دوسرا بورڈ زرداری صاحب اور گیلانی صاحب کا لگائیں ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا لیکن خدا کے لیے اس کو مکمل کریں۔ اسی طرح ہم مالاکنڈ ٹنل کے متعلق سنتے رہتے ہیں لیکن اس پر کوئی کام نہیں کیا جاتا اور اس کے لیے PC–1 بنانے کے لیے پیسے نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین! ٹانک ڈیرہ اسماعیل خان یہ ہماری ایک بہت بڑی important highway ہے۔ اس کے لیے بھی بہت تھوڑے پیسے رکھے گئے ہیں۔ پھر ڈی آئی خان سے ژوب کا project کئی سال سے ہے لیکن کہتے ہیں کہ وہاں law and order کی حالت خراب ہے۔ آپ جناب! تو بلوچ ہیں آپ بتائیں کہ کیا بلوچستان کے پختون ایریے کی حالت خراب ہے؟ یہ اس قسم کا بہانہ بنا کر اس پر کام نہیں کر رہے۔ آپ کو پتا ہے یہ ایریا تو بہت پرامن ہے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ یہ سڑک کیوں نہیں بنتی؟

جناب چیئرمین! ہماری مانسہرہ اور ناران کی سڑک بھی کاغذوں میں گم ہے۔ ڈی آئی خان سے زام ٹاور، منگل کوٹ بھی بلوچستان کا علاقہ ہے، اس کا پتا نہیں چلتا کہ یہ سڑک کہاں چلی گئی۔ جناب چیئرمین! جب میں اسے اس کتاب میں دیکھتا ہوں تو مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے کہ کیا یہ کتاب خیبر پختونخوا کے حق میں لکھی گئی ہے یا اس کے دشمنوں نے یہ لکھی ہے۔

جناب چیئرمین! جیسے کہ میں نے پہلے عرض کی کہ جناب وزیراعظم صاحب، خدا ان کو خوش رکھے اور یہ وزارت عظمیٰ ان کے ساتھ رہے، کوئی اس پر خوش ہوتا ہے یا خفا ہوتا ہے مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں، نے پشاور آکر ہمیں businessmen کے لیے ایک industrial package دیا تھا اور war on terror کی وجہ سے باہر کی دنیا سے بھی بڑا پیسا آیا تھا، ہم نے کہا کہ ہمیں آپ پانچ سالوں کے لیے taxes میں سہولت دیں۔ اس پر انہوں نے تین سالوں کے لیے اعلان کر دیا اور اس کے بعد فرمایا تھا کہ اگر امن آگیا تو پھر یہ ٹھیک ہے لیکن اگر یہ جنگ جاری رہی تو پھر ہم اسے مزید دو سالوں کے لیے extend کریں گے۔ اب اس بجٹ میں تو اس کے بارے میں کچھ نہیں ہے۔ ہم آپ کی وساطت سے حکومت سے اپیل کرتے ہیں لیکن یہ سارے وزراء کہاں چلے گئے ہیں؟ ہو سکتا ہے رضا ربانی کے والد کی دعا کے لیے یہ سارے کراچی چلے گئے ہوں۔ میری عرض ہے کہ وہ package ہمیں دیں، ہمارے حالات بہت خراب ہیں۔ ہم گولیاں کھا رہے ہیں، مر رہے ہیں، خود کش حملے ہو رہے، ہماری عورتوں پر خود کش حملے کیے جاتے ہیں، ہمارے بچوں کو سکولوں میں مارا جا رہا ہے، انہیں اغوا کیا جا رہا ہے اور کارخانے بند ہیں، ہم تو شام کو گھر سے باہر نہیں نکل سکتے۔ میں وزیراعظم سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ package ہمیں دیں، پختونخوا اور فاٹا کے تمام لوگ یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ جو package آپ نے دیا تھا اس کو دو سالوں کے لیے extend کریں۔ اگر آپ نے یہ extend کیا تو ممکن ہے کہ اللہ آپ پر مہربانی کرے اور آپ کو پانچ سالوں کے لیے extend کر دے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب Leader of the House یہ ایک general feeling ہے کہ not a single minister is present here.

سینیٹر محمد جہانگیر بدر (قائد ایوان): جناب چیئرمین! دیکھیں کہ there is a procedure. ابھی یہ فنانس کمیٹی میں اپنے ideas دے دیں اور یہ اس کے علاوہ کسی اور فورم پر بھی discuss کرنا چاہیں that also exist.

Mr. Chairman: No, that is not the point. The point is that he is saying, not a single minister is available here.

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: دراصل دو تین چیزیں ہیں جو انہوں نے یہاں پر بیان کی ہیں جس میں law and order بھی ہے اور there is a political economy of the country یہ دونوں چیزیں الگ الگ ہیں۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جو آپ بات کر رہے ہیں اس میں مسئلہ یہ ہے کہ اس ہاؤس میں جہاں آپ نے budget debate place کی ہے وہاں پر فنانس کا ایک آدمی بھی نہیں ہے تو ہماری اس بک بک کا کوئی فائدہ تو نظر نہیں آ رہا ہے۔

Mr. Acting Chairman: You are perfectly right.

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: جناب! یہ جو کہہ رہے ہیں وہ درست ہے۔ میں انشاء اللہ کوشش کروں گا---

آگے جاری---

T06-06JUN12 ZAFAR/Ed.Mohsin UR6 0630 PM

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: جناب چیئرمین! میں انشااللہ کوشش کروں گا کہ کل یہاں پر proper representation ہو۔ I assure this House. As far as proceedings are concerned they are on record گیلری میں لوگ بیٹھے ہیں جو note لے رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اب تو Leader of the House نے assurance دی ہے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: گزشتہ کئی سال سے آپ بھی یہاں موجود ہیں، یہ کل کبھی نہیں آئے گی۔ آپ سے پہلے تو ruling تک دی گئی تھی۔

Mr. Acting Chairman: Haji *Sahib*, there is always a tomorrow.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: وزیر کوئی آنا نہیں، وہ بیچارے سینیٹر ہیں۔ ایک وزیر اب بھی بیٹھا تھا، اس کے ہاتھ میں تسبیح تھی، وہ بھی چلے گئے ہیں۔ وہ food والے تھے، انہوں نے کہا کہ میں food کھاؤں گا۔ باہر بہت زیادہ food ملتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: حاجی صاحب، آپ اپنی تقریر کیجیے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! ہم تو ان دیواروں سے ہمیشہ بات کرتے ہیں، press والے مہربانی کریں اور ہماری بات پہنچا دیں۔ گیلری میں افسروں کی تعداد بھی کم ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Leader of the House نے assurance دی ہے کہ وہ کل کچھ نہ کچھ کریں گے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: یہ کوئی اور forum نہیں ہے، یہ میری اقتصادیات کا forum ہے۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: جناب چیئرمین! آج last day ہے، یہ لکھ کر دے دیں کل انشااللہ---

سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق: مجھے حیرانی ہو رہی ہے کہ حاجی عدیل صاحب جیسا seasoned آدمی اور وہ اپنی پارٹی کے نائب صدر بھی ہیں، کیا بجٹ بنانے سے پہلے ان کی ally party نے ان سے مشورہ نہیں لیا، ان کو confidence میں نہیں لیا؟ ان کی تجاویز کو بجٹ میں سمویا نہیں گیا؟ اگر ایسا نہیں ہے تو بہت افسوس کی بات ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: راجہ صاحب، حکومت نے تمام ally parties کے ساتھ مشورے کیے ہیں لیکن وہ کچھ additional باتیں کر رہے ہیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: میں راجہ صاحب سے عرض کروں گا کہ ہم سے مشورہ ہوا تھا لیکن وہ نظر نہیں آ رہا، مشورہ ضرور ہوا تھا۔ انہوں نے ہماری باتیں سنیں، ان کے دل کو لگیں---

جناب قائم مقام چیئرمین: حاجی صاحب، آپ اپنی تقریر کریں۔ وقت کم رہ گیا ہے، اب اذان کا وقت بھی ہونے والا ہے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ہمیں net hydel profit دیں۔ ہمیں باغی نہ بنائیں، یہ ہمارا حق ہے۔ اللہ نے ہمیں پانی دیا ہے، آپ کو گیس دی ہے۔ آپ کو gas development surcharge نہیں مل رہا تو آج کیا ہو رہا ہے؟ آپریشن کیا جا رہا ہے۔ ہم نے NFC میں بلوچستان کو جو کچھ دیا ہے، اگر بیس سال پہلے دے دیتے تو کیا بلوچستان میں یہ حالات ہوتے؟ آپ ہمیں کیوں مجبور کرتے ہیں؟ حکومت مسلم لیگ کی ہو یا موجودہ اتحادیوں کی ہو، وہ بھی نو سال اتحادی تھے، انہوں نے کیا دیا؟ ٹھینگا۔ جناب چیئرمین! وعدے کیے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ----کم از کم انہوں نے تو دیے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: ہمارا پندرہ سال پرانا مسئلہ تھا، اس کا ایک سو دس بلین دیا ہے لیکن سوال ہے کہ 2005 کے بعد بھی تو دنیا چل رہی ہے۔ ہم روٹی بھی کھا رہے ہیں، جی بھی رہے ہیں۔ 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012 اور اب 2013 ہے، ہمیں ان کے پیسے بھی تو دیں۔

جناب چیئرمین! میں کچھ تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ آپ قائم مقام چیئرمین ہیں، چیئرمین صاحب نے یہ اعلان کیا ہے کہ میں باہر کی دنیا میں VIP lounges استعمال نہیں کروں گا اور اس سے پہلے Chief Justice *Sahib* نے بھی کہا تھا۔ یہ بڑا اچھا قدم ہے، اس پر سرکاری افسر اور political leadership سب عمل کریں اور بجٹ تقریر کی closing میں یہ باقاعدہ اعلان ہو جائے کہ باہر کے ملکوں میں اگر آپ کو reciprocal بنیاد پر VIP lounge نہیں ملتا یعنی آپ ان کے وزیر اعظم کو دیتے ہیں، وہ آپ کو دیتے ہیں لیکن اگر پیسے دے کر چند منٹ کے لیے لینا پڑتا ہے تو یہ بند کر دیا جائے اور اس کی روایت چیئرمین سینیٹ نے رکھ دی ہے۔

ہر طرح کے residential, commercial, agriculture plots کی allotment ختم کی جائے۔ یہ نوری، ناری، خاکی یا سیاسی ہوں، آپ ان سب کو یہ پلاٹ کیوں دے رہے ہیں؟ اس حکومت نے بھی دیے ہیں۔ کسی parliamentarian کا تو مجھے پتا نہیں کہ اس کو ملا ہے یا نہیں لیکن ان میں سے اکثریت نے انکار کیا تھا۔ کچھ کو ملا ہے، کسی کو سید پور میں ملا ہے، کسی نے کیا کھول دیا، کسی نے کیا کر دیا لیکن majority of the parliamentarians refused. آپ سارے judges کو دو، دو پلاٹ دے رہے ہیں۔ بائیس گریڈ کے آفیسروں کو دو، دو پلاٹ دے رہے ہیں۔ جرنیلوں کو دو، دو پلاٹ دے رہے ہیں۔ آخر کیوں؟ ایک میں گھر بنے گا، دوسرے میں مقبرہ بنے گا، انجام تو یہی ہوتا ہے۔ خدا کے لیے پاکستان کی یہ زمین دولت ہے، اس کو نہ لٹائیں۔ Commercial, residential بنیاد پر auction کریں، سب پاکستانیوں کو حق دیں۔ ہماری ایک تجویز تو یہ ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ان کی ضروریات زیادہ ہیں۔ Parliamentarians تو عوام کے خادم ہیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: سوال یہ نہیں ہے، میں تو پاکستان کے شہری کی بات کرتا ہوں کہ ان کو کیوں نہیں ملتا؟ وہ خود قانون بناتے ہیں، کہتے ہیں کہ یہ ہمارے rules ہیں، اس عہدے سے اس عہدے میں آئیں تو ایک پلاٹ، اس سے آگے آئیں تو ایک

پلاٹ، اس سے آگے آئیں تو ایک پلاٹ۔ بعض اداروں میں پانچ پانچ لاکھ پنشن رکھی گئی ہے۔ ہم نے ان کو monitory independence دی ہے، کیا اس لیے کہ پانچ پانچ لاکھ روپے پنشن لیں گے؟ کیا وہ آسمان سے اترے ہوئے فرشتے ہیں، نوری ہیں؟ جب آپ پاکستان کے شہریوں کو سات ہزار روپے بنیادی تنخواہ دیتے ہیں اور ان کی پنشن پانچ لاکھ روپے ہے۔ اس کے بعد ان کے لیے تاحیات سہولتیں، گاڑیاں، سٹاف پتا نہیں کیا کیا قبر تک دیتے ہیں؟ جناب چیئرمین! ہم کہتے ہیں کہ یہ سلسلہ ختم کریں۔ ایک طرف ہم دیوالیہ ہو رہے ہیں، بنکوں سے قرض لے لے کر،

قرض کی پیتے ہیں اور سمجھتے ہیں
وہ اب رنگ لے آئی ہے اور ہم یہ demand کرتے ہیں۔

دوسرا ہم یہ چاہتے ہیں اور آج Finance Committee میں یہ منظور کرایا ہے کہ income کہیں سے بھی آئے، کوئی بھی source ہو، وہ ناچنے گانے والا ہو یا تلاوت کرنے والا، موہنجوداڑو سے دو مورتیاں ملی ہیں، ایک پروہت کی ہے اور دوسری dancing girl کی ہے۔ یہ ہماری تاریخ و تہذیب ہے کہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ ڈاکٹر وکیل، parliamentarian, industrialist, agriculturist, دکاندار یا جج ہو، اگر اس کی آمدنی چار لاکھ روپے سے زائد ہے تو وہ tax دے گا۔ یہ آئین کا سہارا مت لیں کہ except from agriculture income ہم agriculture tax کی بات نہیں کر رہے، income کی بات کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! ہم پرزور طریقے سے یہ بات کرتے ہیں، میں نے یہ بات پہلے بھی کی تھی۔

یہ کہا گیا ہے کہ property کی purchase پر tax ہو گا۔ سوال یہ ہے کہ یہ commercial and residential property پر تو ہے لیکن agriculture land بھی اربوں روپے کی بیچی اور خریدی جاتی ہے۔ یہ formula وہاں پر بھی لاگو ہونا چاہیے۔ آپ پاکستان میں کچھ لوگوں کو کچھ لوگوں سے مختلف کیوں سمجھتے ہیں؟ All are equal, some are more equal. جناب چیئرمین! یہ سلسلہ ختم ہونا چاہیے۔ میں نے پہلے بھی عرض کی، دوبارہ عرض کرتا ہوں اور یہ بہت اہم ہے کہ آپ نے تنخواہوں میں جو بیس فیصد اضافہ کیا ہے، اچھا ہے لیکن سات ہزار والے کے لیے بھی بیس فیصد اور پانچ لاکھ والے کے لیے بھی بیس فیصد۔ یہ تو مذاق ہے، پانچ لاکھ والے کو بیس فیصد کی کیا ضرورت ہے؟

جناب چیئرمین! Opposition کی طرف سے ایک تجویز آئی ہے۔ اچھی تجویز ہے اور ہم agree کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ جو DISCOs ہیں، میں ناچ گھر کی بات نہیں کر رہا، یہ PEPCO, LESCO, TESCO پتا نہیں ہم نے کتنے DISCOs کھول دیے ہیں، یہ جس صوبے میں ہے اس صوبے کو دیے جائیں یعنی کہ distribution صوبوں کے پاس ہونی چاہیے۔ جناب چیئرمین! میں اس کے لیے تیار ہوں بشرطیکہ میری generation میرے حوالے کی جائے۔ یہ عجیب بات ہے کہ گائے کو گھاس ہم کھلائیں اور دودھ سب بھائیوں کا اکٹھا ہے۔ میں distribution لینے کے لیے تیار ہوں، generation بھی مجھے دیں بلکہ Provincial Assembly of Khyber Pakhtunkhaw نے یہ قرارداد کئی مرتبہ pass کی ہے کہ آپ ہماری generation ہمارے حوالے کریں۔ اب تو اس کی depreciation value بھی ختم ہو گئی ہے، وہ تو plus minus میں جا رہی ہے۔ آپ بے شک PESCO ہمیں دے دیجیے، ہماری generation بھی ہمیں دیں، ہم جانیں اور ہمارا کام۔ یہ غلط بات ہے کہ آپ کی روشنیوں میں تو ہم آپ کا ساتھ نہیں دیں، ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں، آپ کی روشنیاں آپ کے لیے ہیں۔ گندم آپ کی ہے، آپ دو روپے کی روٹی بیچیں، ہم چھ روپے کی لیں گے کیونکہ آپ کے ہاں گندم پیدا ہوتی ہے۔ میری ایک روپے پچیس پیسے کی بجلی آپ مجھے آٹھ روپے میں واپس بیچتے ہیں اور مجھے net hydel profit بھی نہیں دیتے جو کہ آئین میں A.G.N. Qazi formula کے تحت ہے۔ یہ کہاں کا brotherhood ہے؟ میں یہ کہوں گا کہ ایسی برادری نہیں چلتی۔ لوگ بڑے بھائی سے بھی جدا ہوتے ہیں۔ ہمارے ہاں تو روایت ہے کہ چھوٹے بھائی جدا ہوئے ہیں۔ آپ ہمارا حق ہمیں کیوں نہیں دیتے؟ ہمارے حق میں رکاوٹ کہاں ہے کہ آپ کی حکومت آتی ہے، ہم اتحادی ہوتے ہیں، آپ ہمیں حق نہیں دیتے، ان کی حکومت ہوتی ہے، یہ نو سال تک ہمارے اتحادی ہوتے ہیں، ان کی خاطر ہمارے وزراء استعفیٰ بھی دیتے ہیں، ان کے اپنے وزراء عبوری حکومت میں چلے جاتے ہیں، یہ بھی ہمیں حق نہیں دیتے۔ آخر ہم کیا چیز extraordinary مانگ رہے ہیں؟ اپنی چیز مانگ رہے ہیں۔ میری generation میرے حوالے کر دی جائے----جاری---

T07−06JUN2012−−−ASHFAQ/ED.ALTAF−−−UR5−−−6.40PM

جاری--------سینیٹر حاجی محمد عدیل-----

میری generation میرے حوالے کر دی جائے، میں PESCO لینے کے لیے تیار ہوں، خیبر پختونخوا ہمارا نام ہے، ہمیں TESCO بھی دے دیں، tribal distribution ہمارے تحت ہو، چاہے وہ استعمال کریں یا نہ کریں، یہ ہماری ذمہ داری ہو گی۔ جناب چیئرمین!

Election کا سال ہے، ہمیں اپنی سوچ اور رویوں کو بدلنا پڑے گا۔ آج media بڑا آزاد ہے، media تو Chief Justice کو بھی معاف نہیں کرتا، سب کو بلانے والا، آج خود اپنے بیٹے کو بلا رہا ہے، چاہیے یہ تھا کہ کوئی اور panel ہوتا اور کوئی اور preside کرتا، روایت تو یہی ہونی چاہیے لیکن ہم دیکھیں کہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کوڑے مار، مار کر شہید کر دیا۔ اب ایسا ہو گا کہ نہیں ہو گا کیونکہ ایک ایسا ادارہ ہے جس پر سب کی نگاہیں جاتی ہیں، باقی سارے ادارے بدنام ہو چکے ہیں، corrupt ہیں، سب مال بنانے والے ادارے ہیں، چاہے وہ Parliamentarians, حکومت، فوج یا bureaucracy ہے۔ اب ایک ادارہ تھا، اناللہ وانا الیہ راجعون، خدا حافظ، شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: حاجی صاحب! thank you very much, آپ کی suggestions اور مشورے تھے، یقیناً وہ note کئے ہوں گے، آپ کی تقریر دل پذیر تھی اور آپ نے بڑی زبردست تقریر کی۔ وہاں پر Finance Department کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ مشاہد صاحب! anyhow record کا حصہ ہے، حاجی صاحب کی تقریر record پر ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ حاجی صاحب کو بہت جلد پتا چل جائے گا کہ انہوں نے جتنی بھی تجاویز دی ہیں، ان پر کچھ نہ کچھ ہو گا۔ سعید غنی صاحب! برائے مہربانی آپ تقریر شروع کریں۔

سینیٹر سعید غنی: اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ کا بہت، بہت شکریہ۔ میں اتنی لمبی تقریر نہیں کروں گا جتنی حاجی صاحب نے کی ہے لیکن جو دوست ابھی کہہ رہے تھے کہ ان کی باتیں note نہیں ہوئیں تو حاجی صاحب یہ ساری باتیں پہلے ہی Finance Committee میں note بھی کروا کر آئے ہیں اور کافی ساری چیزیں منظور بھی کروا کر آئے ہیں تو وہ اس کا حصہ بن جائے گا۔

جناب چیئرمین صاحب! میں یہ گزارش کرنا چاہ رہا ہوں کہ موجودہ بجٹ جس کے آنے سے پہلے media اور ہمارے اس ایوان کی نشستوں پر بیٹھے مختلف لوگوں میں یہ تاثر تھا کہ یہ بجٹ election کے حوالے سے بنایا جائے گا اور اس میں ایسے اعلانات کئے جائیں گے جو شاید قابل عمل بھی نہیں ہوں گے لیکن لوگوں کو خوش کرنے کے لیے یہ کر دیا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو بجٹ Finance Minister صاحب نے پیش کیا، یہ اس کو biased ہی کہیں گے لیکن جو independent تجزیہ نگار ہیں اور economy کو سمجھتے ہیں اور economists ہیں، وہ لکھ رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ان حالات میں اس سے اچھا balanced budget کوئی اور حکومت پیش نہیں کر سکتی تھی۔ جس قسم کی توقعات کی جا رہی تھیں کہ ہم election کو سامنے رکھ کر کچھ اعلانات کریں گے، وہ اعلانات بھی نہیں کئے گئے بلکہ حکومت لوگوں کی بہتری کے لیے جتنا کام کر سکتی تھی، اس نے اتنا ہی کیا۔

اب ہم اگر اپنے بجٹ کو سامنے رکھیں، لوگ تنقید کرتے ہیں اور ہمارے پڑروسی ممالک کے حوالے دیتے ہیں۔ ان کو یہ چیزیں ضرور ذہن میں رکھنی چاہییں کہ جب موجودہ حکومت نے 2008 میں اقتدار سنبھالا۔ اس وقت دنیا میں ایک financial crisis آیا ہوا تھا جس کے متعلق میں نہیں کہتا، دنیا بھر کے ماہرین کا کہنا ہے کہ 1930 میں جو great recession آیا تھا، یہ بحران اس سے بھی کہیں زیادہ برا تھا۔ اس بحران کی زد میں America جیسا ملک آیا، American government نے اپنے private اداروں کو billions of dollar inject کئے اور ان اداروں کو چلنے کے قابل رکھا۔ برطانیہ میں بڑا بحران آیا، پورے Europe میں بحران آیا۔ اس کے اثرات سے پاکستان اس حد تک ضرور محفوظ رہا کہ یہاں پر لوگوں کو نوکریوں سے نہیں نکالا گیا، یہاں پر لوگوں پر وہ مصیبتیں نہیں آئیں جو ان developed and stable economies پر آئی تھیں۔ ہم جب دوسرے ممالک سے comparison کرتے ہیں تو ہمیں کم از کم یہ دیکھنا چاہیے، اگر ہم بھارت سے comparison کرتے ہیں تو ہمیں بھارت کی economy کو دیکھنا چاہیے، وہاں کی law and order کی صورت حال کو دیکھنا چاہیے، وہاں کی judiciary کے طرز عمل کو دیکھنا چاہیے، وہاں کا media اور Opposition کے طرز عمل کو دیکھنا چاہیے۔ کیا وہ وہاں پر political stability کو کہیں خراب کرنے کی کوشش تو نہیں کرتے یا political process کو آگے بڑھانے کی بات کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں بد نصیبی یہ ہے کہ ایسے معاملات ہیں جس پر عدالت کو action لینا چاہیے، وہ ٹھیک ہے، وہ لیتے رہیں لیکن جو purely executive کے اختیارات ہیں جو operational matters and day to day affairs ہیں، اگر اس میں عدالت stay order جاری کرے گی، suo moto actions لے گی تو اس ملک میں کوئی foreign investment نہیں آئے گی۔ لوگ کہتے ہیں کہ پاکستان کی تاریخ میں سب سے کم investment ہوئی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں ایک روپیہ کی investment نہیں ہو سکتی۔ جہاں پر آپ کے ملک میں کوئی شخص آنے کے لیے تیار ہو اور وہ ابھی آیا بھی نہ ہو اور کسی ایک reporter کی خبر پر suo moto ہو جائے یا کسی دوسرے T.V channel پر کوئی report آجائے، اس پر بھی suo moto آجائے تو کیا آپ کسی سے توقع کرتے ہیں کہ وہ billions of dollar لائے گا اور اس ملک میں invest کرے گا اور آپ کی معیشت کو کوئی سہارا دے گا، کوئی نہیں آئے گا۔ جناب چیئرمین! باہر سے آنے والے لوگ ثواب کمانے نہیں آتے، وہ میری اور آپ کی محبت میں نہیں آتے، وہ یہاں پر پیسا کمانے آتے ہیں، وہ business کرنے آتے ہیں، اگر ان کو یہاں پر کوئی charm نظر آئے گا تو وہ اپنا پیسا لگائیں گے، وہ اس لیے یہاں آئیں اور

investment کریں اور اگلے دن عدالت کے سامنے کھڑے ہوں، ان کو چور بھی کہا جا رہا ہو، بے ایمان بھی کہا جا رہا ہو اور یہ کہا جائے کہ آپ پاکستان کی دولت لوٹ کر باہر چلے جائیں گے۔ خدارا! environment ایسا پیدا کریں کہ لوگ یہاں پر پیسا لگانے میں خوشی محسوس کریں، لوگوں کو یہ پتا ہو کہ ہم یہاں پر investment کریں گے تو کل کوئی عدالتی فیصلہ نہیں آئے گا جس کی زد میں ہمارا سارا پیسا برباد ہو جائے گا، ہمارے دوستوں کو یہ چیزیں ذہن میں رکھنی چاہییں۔ اس سارے ماحول میں جب آپ کو دہشت گردی کا بھی سامنا ہے، دنیا کے کسی ملک کو نہیں ہے جس کا پاکستان کو سامنا ہے۔ یہاں پچھلے دو سالوں میں جس قسم کے سیلاب آئے ہیں، جس قسم کی بارشیں ہوئی ہیں اور ہمیں جس قسم کے energy crisis کا سامنا ہے۔ یہ جنگی حالات ہیں، اگر ان جنگی حالات میں کوئی ملک یا کوئی اور حکومت ہوتی تو شاید اس لحاظ سے ہماری economic growth negative ہوتی، وہ minus میں ہوتی، ہم آگے نہیں بڑھ سکتے تھے۔ میں اس حکومت، Prime Minister، صدر پاکستان اور ان کی پوری economic team کو سلام پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس بحران میں نہ صرف پچھلے سالوں میں اس ملک کی economy grow ہوئی ہے بلکہ اس سال اس میں مزید اضافہ ہوا ہے، بہتری آئی ہے۔

جناب چیئرمین! جہاں لوگ یہ کہتے ہیں کہ مہنگائی بڑھی ہے، میں بھی مانتا ہوں کہ مہنگائی بڑھی ہے، جہاں لوگ کہتے ہیں کہ بجلی نہیں ہے، میں بھی مانتا ہوں کہ بجلی نہیں ہے۔ یہاں پر لوگوں کو روزگار کی ضرورت ہے، میں کہتا ہوں کہ لوگوں کو روزگار کی ضرورت ہے لیکن خدارا! آپ جہاں پر لوگوں کو بری، بری چیزیں دکھاتے ہیں، وہاں پر لوگوں کو اچھی چیزیں بھی دکھائیں۔ اس ملک میں جب پیپلز پارٹی نے 2008 میں حکومت لی، اس وقت آپ کے remittances غالباً 5 یا 6 ارب تھے، آج وہ 11 ارب سے cross کر گئے ہیں۔ اس وقت آپ کی export کہاں تھی، آج آپ کی export پاکستان کی تاریخ کے highest number پر کھڑی ہے، آپ 25 ارب کو cross کر گئے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمارا business تباہ ہوا ہے، ہماری industries بند ہوئی ہیں، میں اس سے انکار نہیں کرتا، ہوئی ہوں گی لیکن آپ ایسے بحران میں اپنی exports کو 25 ارب dollar تک لے گئے ہیں، اس کو کم از کم appreciate کرنے کی جرات لوگوں میں ہونی چاہیے۔ آپ foreign exchange reserves پر آئیں، آپ مجھے بتائیں کہ کیا پچھلے تین، چار سالوں میں اس حکومت کو اتنا پیسا ملا ہے جتنا جنرل مشرف کو ملتا تھا، بالکل نہیں ملا ہے بلکہ آپ کو جو ملنا چاہیے تھا جو انہوں نے آپ کو reimburse کرنا تھا، وہ بھی نہیں ملا۔ اس کے بعد 2008 میں آپ کے foreign exchange reserves صرف 6 ارب

dollar تھے، آج آپ 16 ارب plus پر کھڑے ہیں۔ آپ کو جو کچھ اچھے کام نظر آرہے ہیں، ان کو appreciate کرنا چاہیے۔ آپ کے agriculture sector نے بارشوں، سیلاب اور energy crisis کے باوجود اچھی performance دی ہے، آپ کے manufacture sector نے بہت اچھی performance دی ہے، آپ کی services sector نے سال میں بہت اچھی performance دی ہے، ہمیں ساتھ، ساتھ یہ چیزیں دہرانی چاہییں۔ ٹھیک ہے کہ بے روزگاری ہے لیکن ساتھ، ساتھ جو کاشتکاری کر رہے ہیں، انہوں نے بہت پیسا کمایا ہے، میں اپنی بات نہیں کر رہا، میں نے independent لوگوں کے تجزیے پڑھے ہیں، جناب جنرل مشرف کے دور میں middle class کے لیے کہا جاتا تھا کہ وہ 40 million ہیں، 4 کروڑ لوگ middle class میں ہیں، وہ آج کہتے ہیں کہ 7 کروڑ لوگ middle class کی stage پر کھڑے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ لوگ غربت کے نیچے بھی آئے ہوں لیکن آپ اس چیز کو appreciate کریں کہ پچھلے 4 سال میں 3 کروڑ لوگ middle class کی طرف آگئے ہیں تو یہ اس حکومت کی performance ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے برے حالات میں بہت اچھا کام کیا ہے۔

جناب چیئرمین! اس حکومت نے ایک اور تاریخی کام کیا ہے، یہ پاکستان کی تاریخ میں کبھی نہیں ہوا کہ چار یا پانچ سال کے عرصے میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 130% اضافہ کیا گیا ہو، pension میں 130% اضافہ کیا گیا ہو اور اس بجٹ میں یہ پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ pension کا اضافہ across the board ہوا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! اگر آپ پچھلے سالوں میں دیکھیں تو اس میں کہا جاتا تھا کہ جو آدمی 10 سال پہلے retire ہوا ہے، اس کو 5% دیں گے جو 5 سال پہلے retire ہوا ہے، اس کو 10% دیں گے اور جو ابھی retire ہو گا، اس کو 20% دیں گے لیکن اس مرتبہ حکومت نے تمام لوگوں کی pension میں 20% اضافہ کیا ہے----------آگے-----------T08

T08−06JUN2012 FURQAN[ED.JAVAID] 06.50P.M. ER8

سینیٹر سعید غنی (جاری)۔ لیکن اس مرتبہ حکومت نے تمام لوگوں کی پنشن میں 20% کا اضافہ کیا ہے۔ غالباً ہو سکتا ہے کہ میں correct نہ ہوں وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو ملا کر 80 لاکھ لوگوں کو یہ سہولت دی جا رہی ہے کہ وہ عزت کے ساتھ اپنے بچوں کو تعلیم دلوا سکیں، تین وقت کی روٹی کھا سکیں اور ایک اچھے گھر میں اپنا گزارہ کر سکیں۔ جتنا اس حکومت میں دم ہے، جتنا آپ کی معیشت میں طاقت، اس حکومت نے اس معیشت کے فوائد لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ جہاں لوگوں سے روزگار چھینا جا رہا تھا، اس حکومت نے نہ صرف لوگوں کو

روزگار دیا بلکہ جو لوگ سیاسی بنیادوں پر نوکریوں سے نکالے گئے تھے ان کو بحال کیا اور ان لوگوں کو جو جنرل مشرف اور میاں نواز شریف صاحب کے دور میں contact پر بھرتی ہوئے، انہیں اس حکومت نے بلاتفریق regular کیا۔ ان کو جو job security چاہیئے ہوتی ہے، اطمینان چاہیے ہوتا ہے کہ کل کہیں ہمارے contracts ختم نہ ہو جائیں، ان لوگوں کو اس خوف سے آزادی دلائی ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ایک اور بڑا کام اور شاید ابھی تک ہم اسے highlight نہیں کر سکے کہ موجودہ حکومت نے tax slabs کم کیے ہیں۔ پہلے 17 slabs ہوا کرتے تھے، آج وہ 5 slabs ہو گئے ہیں۔ میں آپ کو figures بتاتا ہوں کہ کس آدمی کو کتنے ٹیکس کا فائدہ ہو گا، جو شخص 27ہزار روپے انکم ٹیکس دیتا تھا اب وہ صرف 10ہزار روپے انکم ٹیکس دے گا، جو شخص 60ہزار روپے انکم ٹیکس دیتا تھا، وہ 22ہزار5سوروپے انکم ٹیکس دے گا۔ یہ بڑی طویل figure ہے، میں اس میں نہیں جاتا لیکن میں آپ کو بتاؤں کہ پہلے تو یہ تھا کہ جو لوگ ٹیکس دے رہے ہیں انہی پر بوجھ ڈالا جاتا تھا۔ اس حکومت نے پہلی دفعہ یہ کیا ہے کہ جو لوگ ٹیکس دے رہے ہیں ان کو relief دیا ہے اور یہ relief maximum 100% ہے جبکہ minimum 43% ہے ،جو لوگ ٹیکس دے رہے ہیں ان سے پوچھیں کہ 43% کوئی کم amount نہیں ہوتی، جو لوگ اس ملک میں اپنی contribution کر رہے ہیں، حکومت کو کسی نہ کسی طرح سے اپنے جائز پیسے میں سے حصہ دے رہے ہیں، ان کو اس حکومت نے پہلی دفعہ relief دیا ہے بجائے اس کے کہ ان پر مزید بوجھ ڈالا جاتا۔

ایک عجیب بات یہاں پر بھی کہی گئی اور روزانہ T.V channels پر بھی کہا جاتا ہے کہ وزیراعظم ہاؤس، Presidency اور پارلیمنٹ ہاؤس کا خرچ اتنا ہو گیا۔ جناب چیئرمین! یہ جو current financial year ہے، جہاں آپ کا کھربوں روپے کا بجٹ ہے، میرے خیال میں اس میں صرف پانچ سے چھ ارب روپے کی رقم جو ان تمام اداروں پر خرچ ہو رہی ہے۔ اگر آپ ایوان صدر اور وزیراعظم ہاؤس کو 2008ء کے بجٹ سے comparison کرتے ہیں تو میری گزارش ہو گی کہ سپریم کورٹ کے بجٹ کو بھی compare کیجیئے۔ ہمارے جو دوسرے ادارے ہیں ان کے بجٹ کو بھی compare کیجیئے کہ کیا ان کے بجٹ میں اضافہ نہیں ہوا ہے۔ اضافے کے بنیادی اسباب ہیں، لوگ کہتے ہیں کہ وزیراعظم ہاؤس پر روزانہ 16لاکھ خرچ ہوتا ہے۔ خدا کا خوف کریں، بات کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے۔ اس بجٹ میں establishment expenditure بھی شامل ہیں، جو سینکڑوں ہزاروں لوگ presidency میں، وزیراعظم ہاؤس میں نوکریاں کر رہے ہیں اس میں ان کی تنخواہیں بھی شامل ہیں، ان کو جو دیگر مراعات ملتی ہیں وہ بھی اس میں شامل ہیں۔ کل ایک اخبار میں تھا کہ وزیراعظم ہاؤس کے باغیچے کے لیے اتنے پیسے بڑھا دیے۔ آپ ااس کی تفیصل میں تو جائیں، وہاں پر جو 70,80 لوگ کام کرتے ہیں ان کی

تنخواہیں بھی اس میں شامل ہیں۔ اب اگر کسی حکومت نے چار سال میں 130% تنخواہوں میں اضافہ کیا ہو تو آپ کیا سمجھتے ہیں کہ ان لوگوں کی تنخواہوں میں اضافہ نہیں ہوگا۔ سیدھا سیدھا raise 130% تو ان تنخواہوں کی وجہ سے آجاتا ہے اور باقی جو آپ کا inflation ہے، جتنی مہنگائی ہوئی ہے، اگر اس کے تناسب سے دیکھیں تو میں آپ کو یقین دلاسکتا ہوں کہ 2008ء کے مقابلے میں جو بجٹ آج رکھا گیا اس کا اگر آپ ratio نکالیں گے تو وہ اس سے کم ہوگا جتنا کہ ہونا چاہیے۔

میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں ہمیں criticize کیا جاتا ہے تو وہاں کم از کم ہمارے ارد گرد، موجود حالات کو بھی دیکھا جائے۔ ہم نے اس بحرانی صورتحال میں اگر کچھ چیزیں اچھی کی ہیں تو ہمیں اسے بھی دیکھنا چاہیے۔ میں ایک اور چیز آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ تقاریر میں میرے کئی دوستوں نے کہا کہ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام بہت اچھا پروگرام ہے لیکن اس میں ساڑھے سات لاکھ لوگ جعلی تھے۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ اس پر تھوڑا سا کام کریں۔ جناب چیئرمین! وہ لوگ جعلی نہیں تھے، ہوا یہ تھا کہ initially جب وہ پروگرام شروع کیا گیا تو تمام Parliamentarians کو forms دیے گئے کہ وہ اپنے حلقے میں لوگوں کو forms دیں اور جب لوگوں نے forms fill کرکے واپس بھیجے تو جو criteria laid down تھا، اس میں جو لوگ qualify کر گئے ان کو پیسے ملنا شروع ہوگئے اور کچھ لوگ رہ گئے جن کو نہیں ملے۔ اس کے بعد پورے ملک میں ایک poverty survey ہوا، اس survey میں کچھ marks رکھے گئے تھے کہ گھر پر جا کر دیکھا جائے گا کہ ان کے گھر میں کیا کیا سہولیات ہیں اور وہ کن حالات میں رہ رہے ہیں، غالباً اس کے 16 point something numbers تھے، جن کے نمبر پورے تھے ان کو continue کیا گیا اور جو 16 points سے cross کر گیا اسے پیسے بھیجنا بند کر دیئے گئے۔ اب یہ ضرور ممکن ہے کہ اس survey میں کسی سے کہیں غلطی ہو گئی ہو، جیسے انہوں نے کہا کہ پیپلزپارٹی والوں کو دے رہے ہیں، میں کئی ایسے لوگوں کو جانتا ہوں کہ جو پیپلزپارٹی کے ہیں اور جن کو پہلے ایک ہزار روپے ملتے تھے، ان کے پیسے صرف اس لیے بند ہو گئے ہیں کہ survey میں marking غلط ہو گئی۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ دوبارہ survey کروایا جائے تاکہ جو لوگ deserve کرتے ہیں، غریب ہیں ان کو پیسے ملنا شروع ہو جائیں۔ یہ کہہ دینا کہ وہ لوگ جعلی تھے، یہ غلط ہے۔ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام صرف ایک ہزار روپے ماہانہ دینے کی بات نہیں ہے، اس میں initially یہ پروگرام ضرور تھا لیکن اس کے ساتھ جو اور benefits لوگوں کو دیئے جا رہے ہیں، survey کیا گیا ہے، اس میں ملک میں جو لوگ poverty line سے نیچے رہ رہے ہیں، جنہیں اس چیز کی ضرورت ہے کہ ان کی امداد کی جائے، ان کو غربت کی لکیر سے اوپر لایا جا رہا ہے، ان لوگوں کو targeted subsidy دی جا رہی ہے۔ ہمارے دوست کہتے ہیں کہ بجلی پر subsidy دو

تو بات یہ ہے کہ بجلی تو دو ہزار گز کے بنگلے میں بھی استعمال ہوتی ہے، اگر آپ کہتے ہیں کہ پیٹرول پر subsidy دو تو لوگ ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو کروڑ کی Land Cruiser میں بھی پھرتے ہیں۔ کیا ان کو بھی subsidy دینے کی ضرورت ہے؟ آپ کہتے ہیں آٹے پر subsidy دو، آٹا تو امیر سے امیر آدمی بھی کھاتا ہے۔ کیا آپ اس کو بھی subsidy دینا چاہتے ہیں؟ خدا کے لیے حکومت جو projects لے کر آئی ہے اسے سمجھیں اور مخالفت برائے مخالفت نہ کریں۔ اس کو سمجھنے کے بعد اگر آپ کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس میں کوئی خرابی ہے تو بالکل point out کرنا چاہیے۔ ہمیں جہاں پتا چلتا ہے کہ چیزیں غلط ہوئی ہیں تو ہم بھی point out کرتے ہیں کہ یہاں غلطیاں ہو رہی ہیں اور حکومت اس کو ٹھیک کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

ایک اور بڑا important issue جو کہ ہر speaker نے یہاں raise کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ جب حکومت آئی تو آپ کے debts دوگنے ہو گئے۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ دوگنے کیوں ہوئے اور یہ پیسے کہاں کہاں لگے ہیں۔ 2007ء سے 2011ء کا financial year ختم ہوا تو ان قرضوں میں 6.3 trillion اضافہ ہوا۔ اس کا بنیادی سبب اور جس سے آپ کے ڈیڑھ ارب روپے گئے، آپ کو یاد ہو گا کہ 2008ء اور 2009ء کے درمیان ڈالر اچانک 20 روپے بڑھ گیا تھا اور rupees devalue ہوا۔ اس کا ایک سبب تو یہ ہے کہ ہمارے اس وقت کے قابل احترام فنانس منسٹر صاحب نے ایک بیان دیا تھا کہ پاکستان کی اکانومی میں مشرف دور کی وزارت خزانہ نے جو figures دیے ہیں وہ ساری jugglery ہے، وہ غلط ہیں اور اصل میں ہماری اکانومی بہت برے حالات میں ہے، exactly مجھے words نہیں معلوم لیکن اس کا مفہوم یہی تھا۔ اس کے بعد یہاں سے ڈالر باہر نکلنا شروع ہوئے ہیں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ بہت تھوڑے عرصے میں تقریباً 20 روپے کا فرق آیا، تو آپ کے اس مد میں ڈیڑھ ارب روپے چلے گئے۔ اس کے بعد آپ نے 1.3 ارب روپے power sector کو دیے ہیں اور یہ power sector کو کیوں دیے گئے ہیں۔ جنرل مشرف کے دور میں 2006 financial crisis سے شروع ہوا، انہوں نے 2006ء میں کچھ نہیں کیا، 2007ء چونکہ الیکشن کا سال تھا، اس سال میں اس وقت کی حکومت نے ان کو کہا کہ نہ بجلی کی قیمت بڑھائیے اور نہ پیٹرول کی قیمت بڑھائیے، انہوں نے نہیں بڑھایا اور حکومت پر burden آتا گیا اور جب موجودہ حکومت نے take over کیا تو وہ ساری مصیبت ہمارے گلے آئی اور تقریباً 1.3 ارب روپے debt servicing میں چلے گئے، جو قرضے آپ نے لیے تھے، یہ ایک estimated amount ہے اس میں چلے گئے۔ اس کے بعد oil marketing companies کا سسٹم جنرل مشرف کے دور میں شروع ہوا، یہ بھی inherited تھا۔ ہم نے اس میں کچھ بھی نہیں کیا، تقریباً .9 trillion rupees OMC's کو دینے پڑے، انہوں نے

اپنے claims داخل کرائے تھے جو کہ پچھلے حکومت نے کیے ہوئے تھے۔ اب جو قرضوں میں 6.3 ارب روپے کا اضافہ ہوا ہے یہ اس کا break up ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ لوگوں کو دیکھنا چاہیے کہ یہ جو کچھ بھی ہوا ہے اس میں موجودہ حکومت کا کوئی عمل دخل نہیں ہے، یہ چیزیں ہمیں ورثے میں ملی ہیں۔

جناب چیئرمین! یہاں پر Leader of the Opposition نے بار بار کہا کہ ہمیں Agriculture tax لگانا چاہیے۔ میں نے جو سنا ہے اور تھوڑا بہت پڑھا ہے کہ Agriculture tax صوبوں نے لگانا ہے۔ چلیں ہم تو نہیں لگاتے، سندھ اور بلوچستان میں بھی نہیں لگا سکتے لیکن ان کو کم از کم جرات اور ہمت کا مظاہرہ کر کے پنجاب میں تو یہ ضرور لگا دینا چاہیے، جس کا یہ ہم سے مطالبہ کر رہے ہیں۔

(آگے جاری T09)

T09-06JUN2012..........FANI\ED........................7.00PM..................UR12

سینیٹر سعید غنی (جاری)

اس کے علاوہ ہم سے کہا جاتا ہے کہ ہم bad governance کر رہے ہیں، ہم چیزوں کو ٹھیک نہیں کر پا رہے ہیں۔ جناب والا! پنجاب کے اکاؤنٹ سے اڑتیس ارب روپے missing ہیں۔ میں نے اس پر Adjournment Motion بھی دیا لیکن مجھے نہیں پتا کہ وہ کیوں نہیں آیا۔ اس پر وہاں کے اکاؤنٹنٹ جنرل بار بار لکھ رہے ہیں کہ ہمیں بتایا جائے کہ اڑتیس ارب روپے کہاں خرچ ہوئے ہیں تو کوئی ان کو بتانے کو تیار نہیں ہے کہ یہ پیسے کہاں گئے ہیں۔ پنجاب حکومت کتنی over draft پر ہے، مجھے تو بہت زیادہ رقم بتائی گئی ہے لیکن میں اس لیے نہیں کہہ رہا ہوں مجھے شک ہے کہ شاید وہ رقم ٹھیک نہیں ہے۔ مجھے کسی نے چھ سو ارب روپے بتائے ہیں لیکن مجھے وہ ٹھیک نہیں لگتے غالباً اس سے کم ہی ہوں گے۔ جہاں پر اتنی mismanagement misgovernance اتنی ہو تو وہ پھر ہمیں آ کر جب چیزیں سمجھاتے ہیں تو بہت عجیب لگتا ہے۔ اس حکومت نے جیسے میں نے بتایا کہ لوگوں کو بحال کیا، سرکاری کارپوریشنوں اور اداروں میں کام کرنے والے مزدوروں کو پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ بارہ فیصد حصہ دے کر ان اداروں کا مالک بنا دیا۔ اس کے علاوہ اس ملک میں جو رجسٹرڈ ورکر ہیں جن کی بچیوں کو جہیز گرانٹ دی جاتی تھی۔ جناب چیئرمین! یہ حکومت جب آئی تھی تو وہ پچاس ہزار روپے کی رقم تھی اور اس پر پابندی تھی کہ وہ صرف اپنی دو بچیوں کے لیے گرانٹ لے سکتا ہے۔ اس حکومت نے پہلے اس پچاس ہزار کو ستر ہزار کیا،

پھر اس ستر ہزار کو ایک لاکھ کیا اور اس کے ساتھ ساتھ یہ شرط ہٹا دی کہ اس کی بچیاں دو ہوں گی۔ اگر کسی مزدور کی دس بیٹیاں ہیں تو اس کو دس بیٹیوں کے لیے جہیز گرانٹ میں ایک ایک لاکھ روپے ملے گا۔ جو مزدور۔۔۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سعید ایک منٹ! راجہ صاحب! دیکھیں یہ فہرست ہے we are going to according to the list آپ کے ایک شخص نے بھی یہ نہیں کہا کہ مجھے وقت دیں۔ راجوانہ صاحب کا نام تھا وہ نہیں ہیں۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: یہ جو فہرست ہے یہ میں نے آج ان کو دی کہ ہماری طرف سے نثار خان بولیں گے۔ ہوتا یہ ہے کہ حکومت بجٹ پیش کرتی ہے۔ میری بات سن لیں، آپ منتخب ہوئے ہیں پیپلز پارٹی کی طرف سے لیکن ایوان کو چلانے کے لیے آپ کو نیوٹرل ہونا پڑے گا۔ ورنہ ہماری طرف سے کوئی cooperation نہیں ملے گا۔

Mr. Acting Chairman: I am very much neutral. I assure you کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: ہم نے ان کو نام دیا اور انہوں نے کہا کہ ایک ادھر سے ہوگا اور ایک ادھر سے ہوگا اور جب دوسرے کی باری آئی تو آپ نے پھر ادھر سے شروع کر دیا۔ this is very wrong یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ ابھی مغرب کی نماز کا وقت ہونے لگا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: راجہ صاحب! آپ میری عرض سنیں گے۔ دیکھیں میں آپ کو یہ فہرست بتا رہا ہوں جو میرے پاس ہے اس میں حاجی محمد عدیل، سعید غنی اور محمد نثار خان۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: یہ کس نے کہا کہ دو ادھر سے ہوں گے اور ایک ادھر سے ہوگا۔ یہ کس نے کہا۔ میں نے جو ان کو نام دیا تو آپ کو چاہیے تھا کہ دوسری باری اس کو دیتے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اس کے بعد ان کو مل جائے گا۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: ابھی مغرب کی نماز کا وقت ہونے لگا ہے تو کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہم بجٹ اجلاس کا بائیکاٹ کر دیں۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں تو ہم وہ بھی کرنے کو تیار ہیں لیکن خدارا! اس ادارے پر یہ ظلم نہ کیجیئے۔ یہ بڑی غلط بات ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: راجہ صاحب! دیکھیں ایسی بات نہیں ہے۔ Nisar *Sahib* will be the next. راجہ صاحب! دیکھیں آپ پرانے سیاستدان ہیں I am proud of you ایسی بات نہیں ہے۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: میں بڑے صبر سے بیٹھا رہا اور میرا خیال یہ تھا کہ آپ کو احساس ہو گا لیکن آپ نے کوئی احساس نہیں کیا۔ آپ نے کوئی انصاف نہیں کیا۔ یہ بڑی غلط بات ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں ایسی کوئی بات نہیں راجہ صاحب! اگر کوئی غلطی ہو گئی ہے۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: میں نے آپ کو نام دیا ہے اور آپ نے ان کو دیا ہے یا نہیں۔ آپ میری بات سن لیں۔ بجٹ حکومت پیش کرتی ہے اس پر تنقید کرنے کا اپوزیشن کو حق ہے یا نہیں؟ اگر اس کے بعد حکومت کی طرف سے دو دو تین تین آدمی بولتے رہیں تو پھر اپوزیشن کو کیا موقع ملے گا۔ آپ ہمیں مجبور کر رہے ہیں کہ بجٹ اجلاس کا ہی بائیکاٹ کر دیں پھر آپ جانے اور آپ کا کام جانے۔ اگر آپ ان اداروں کو اپنے طرز عمل سے کمزور کرنا چاہتے ہیں، تباہ کرنا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی لیکن ہم یہ برداشت نہیں کریں گے۔ یہ بڑا غلط طریقہ ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: راجہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ راجہ صاحب! آپ کو تو ویسے ہی جانا تھا۔ نثار صاحب! مجھے جو list دی گئی ہے وہ آپ دیکھ لیں۔

سینیٹر نثار محمد: آپ کو اس Chair کا تقدس ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔ آپ جانبداری برت رہے ہیں جو ناقابل قبول ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ بالکل impartiality ہے۔ دیکھیں there is a reasonable way to boycott. آپ کی مرضی ہے۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر (قائد ایوان): راجہ صاحب! دیکھیں جناب چیئرمین نے معذرت کی ہے۔ آپ جیسے کہتے ہیں ہم ایوان کو اسی طرح چلاتے ہیں۔ آپ مہربانی کر کے بیٹھیں اور کارروائی میں حصہ لیں۔

(اس موقع پر مسلم لیگ (ن) کے اراکین واک آؤٹ کر گئے)

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں نہیں میں نے کوئی معذرت نہیں کی ہے to be very frank اس لیے کہ مجھے جو نام دیئے گئے ہیں تو اس کے بعد نثار صاحب کا نام ہے۔ مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کون پہلے بولے کون بعد میں Please go ahead Saeed Ghani *Sahib*.

سینیٹر سعید غنی: جناب چیئرمین! اصل میں مجھے سمجھ نہیں آئی کہ بیس منٹ کے بعد یہ خیال کیوں آیا چونکہ جب میں نے پنجاب کی بات کی تب ان کو خیال آیا کہ انہوں نے نام دیا ہوا ہے اس سے پہلے انہوں نے نہیں دیا تھا۔ اچھی بات یہ ہے کہ راجہ صاحب نے طرز عمل کا درس آج پھر ہمیں دے دیا اور جو وہ روزانہ قومی اسمبلی میں کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان کو بھی جا کر تھوڑا سمجھائیں کہ وہ بھی دوسروں کی باتیں سن لیا کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Please go ahead. چیف وہپ صاحب سے کہہ دیں بدر صاحب کہ وہ جا کر راجہ صاحب سے بات کر لیں۔ جی۔

سینیٹر سعید غنی: میں یہ بتا رہا تھا کہ مزدوروں کو جو death grant ملتی تھی وہ ایک لاکھ روپے تھی۔ موجودہ حکومت نے اس کو لاکھ روپے سے بڑھا کر تین لاکھ روپے کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ وزیراعظم صاحب نے پچھلے سال مزدوروں کے لیے ایک نیا قدم اٹھایا کہ جو مزدور کسی وجہ سے ملازمتوں سے نکال دیئے جاتے ہیں چونکہ وہ financial crisis میں ہوتے ہیں تو ان کے لیے جو legal aid ہو گی اس کی مد میں ہم ہر مزدور کو پندرہ ہزار روپے دیں گے تاکہ وہ عدالتوں میں اپنے مقدمات لڑ سکیں۔ یہ اتنے بڑے کام ہیں، اتنے اچھے کام ہیں جو شاید ماضی میں کسی حکومت نے نہیں کیے ہیں۔

جناب چیئرمین! لوڈشیڈنگ کے حوالے سے صرف اتنی گزارش کروں گا۔ جیسا کہ سارے دوستوں کو پتا ہے کہ NFC Award کے بعد 67.5% جو آپ کا revenue ہے وہ directly صوبوں کو چلا جاتا ہے۔ پھر جو indirectly share صوبے لے جاتے ہیں جو ترقیاتی مد میں ہوتے ہیں اس کو اگر ملا لیں تو 70% بنتا ہے۔ حکومت کی آمدنی کا ستر فیصد صوبوں میں چلا جائے گا اور پھر کوئی وفاقی حکومت سے یہ توقع کرے کہ وہ تمام کی تمام سبسڈی جو آپ کو انرجی سیکٹر میں دینی ہے وہ بھی آپ دیں گے، سیلاب آجائے، زلزلہ ہو اور جتنے قدرتی آفات آجائیں ان میں بھی سبسڈی وفاقی حکومت دے تو یہ ناممکن سی بات ہے۔

میں یہاں پر چوہدری شجاعت صاحب ! کے اس فارمولے کی حمایت کرتا ہوں انہوں نے جو دیا کہ اگر سر کلر ڈیٹ کو ختم کرنے کے لیے وفاقی حکومت کے پاس پیسے نہیں ہیں تو وہ تمام صوبوں سے ان کے حصے کے مطابق اتنا پیسا deduct کرے اور سر کلر ڈیٹ کو ختم کر کے لوگوں کو بجلی دے۔ جو لوگ اپنے صوبوں میں بجلی پر سیاست کر رہے ہیں، جن کی آئینی اور قانونی طور پر یہ ذمہ داری ہے کہ وہ Law and Order کو protect کریں، لوگوں کی جان ومال کا تحفظ کریں، اگر وہ سڑکوں پر نکل کر ایک عجیب سی ہیجانی کیفیت میں آ کر لوگوں کو ورغلائیں گے، لوگوں کو سڑکوں پر لائیں گے اور اپنے صوبے کو برباد کرنے کی خود سازش کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس میں برابر کے شریک ہیں۔ یہاں سے کہا جاتا ہے کہ آپ ہمیں پیسے دیں تا کہ سر کلر ڈیٹ ختم کیا جائے، اس پر تو انکار کر دیتے ہیں اور جب بجلی کی بات آتی ہے تو وہ سڑکوں پر آجاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے چہروں سے نقاب اتر رہا ہے اور یہ بھی تاریخ میں پہلی مرتبہ ہے میں نے تو نہیں دیکھا کہ ایک صوبے کا Chief Minister احتجاج کروا رہا ہو اور وفاقی حکومت کے خلاف سر کاری پیسوں سے اخبارات کے front pages پر اشتہار لگوا رہا ہو کہ آؤ اور وفاقی حکومت کے خلاف احتجاج کرو۔ میں سمجھتا ہوں کہ Article 6 کے تحت وزیر اعلیٰ پنجاب کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔ وہ آئین کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ وہ وفاقی حکومت کے خلاف لوگوں کو بغاوت پر اکسا رہے ہیں، وہ اس ملک میں law and order کی صورت حال کو خراب کر کے صوبوں کے درمیان نفرتیں بڑھا رہے ہیں۔ ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالات کے اندر جو بجٹ آیا ہے ہمیں اس کو appreciate کرنا چاہیے۔ ہمیں حکومت کی خامیوں کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ اپنی اچھی suggestions دینی چاہییں۔ اپوزیشن کے دوست یہ سمجھتے ہیں کہ موجودہ بجٹ میں کوئی ایسی چیز ہے جس میں کچھ تبدیلی کرنے سے لوگوں کے حالات بہتر ہوسکتے ہیں تو انہیں اس کی نشاندہی کرنی چاہیے۔ صرف یہ کہہ دینا کہ لوٹ گئے، کھا گئے، مار گئے اس سے مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ ان کو مسائل کا حل دینا چاہیے۔ اگر کسی پالیسی پر تنقید کرتے ہیں تو اس کے جواب میں کوئی اپنی پالیسی دینی چاہیے تا کہ ہم بھی اپنی حکومت کو، اپنی پارٹی کو یہ کہہ سکیں کہ یہ جو پالیسی دی جا رہی ہے ملکی مفاد میں ہے خدارا! اس کو بھی آپ adopt کریں اور میں یقین دلاتا ہوں کہ ہماری پارٹی کے اندر کم از کم ہمیں اتنا بولنے کی اجازت بھی ہے اور ہمارے اندر اتنی ہمت بھی ہے اور ہماری لیڈر شپ میں اتنی صلاحیت بھی ہے کہ وہ ہماری باتوں کو سنتے بھی ہیں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ بہت بہت شکریہ۔

آگے جاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔T10

جناب قائم مقام چیئرمین: اس کے بعد نثار خان صاحب ہیں، پتا نہیں وہ آنا چاہتے بھی ہیں یا نہیں۔ بات یہ ہے کہ حاجی عدیل صاحب گورنمنٹ کے ally ہیں اور پہلا نام بھی انہی کا ہے، انہوں نے پہلا نام دیا ہے۔ دوسرا نام آپ کا ہے، we will go according to that. اب تیسرا نام رفیق رجوانہ صاحب کا تھا، وہ نہیں ہیں۔ چوتھا نام نثار خان صاحب کا ہے، وہ بھی نہیں ہیں۔ When he is not here, the House cannot wait for one individual. Now, the House stands adjourned to meet again on Thursday, the 7th June, 2012 at 10:00 am.

[The House was then adjourned to meet on Thursday, the 7th June, 2012 at 10:00 am.]
